فذکر ان نفعت الذکریٰ



نورٌ علیٰ نور

مصنف

شیخ الاسلام حضرت مولانا کرامت علی جونپوریؒ

باہتمام

محمد فضیل بن حضرت مولانا غالب حسین جونپوری (مدظلہ العالی)



ناشر

﴿مرکز طالب العلوم﴾

ملاّ ٹولہ جونپور (الھند)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

...تعریف اُس ذات پاک منزہ اور مقدس کو جس نے دین اسلام کے قیامت تک باقی رکھنے کی
سورۂ صف مین فرمایا - چاہتے ہین کہ بجھاوین اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور
...کرنی اپنی روشنی اور پڑے برا مانین منکر۔ اور صلوٰۃ والسلام اُسکے رسول مقبول پر
...دین کے غالب رکھنے کی خوشخبری بھی سورۂ صف مین فرمایا اور وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول
...راہ لیکر اور سچا دین کہ اُسکو اوپر کرے دینون سے سب سے اور پڑے برا مانین مشرک
... بعد اسکے فقیر **کرامت علی** جونپوری کی طرف سے ہندوستان وغیرہا
کے ... مسلمان بھائیون کی خدمت مین جو اس فقیر سے محبت رکھتے ہین عموماً اور
جو لوگ طریقہ محمدیہ مین داخل ہین یا کسی طریقہ مین داخل ہین مگر حق کے طالب ہین یا جو لوگ طریقہ
...مخالف رہتے ہین خصوصاً بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے یہ عرض ہے کہ اس
رسالہ **نور علی نور** کے مضمون کو خوب غور کے ساتھ دل لگا کے سنین اور اسپر عمل کرین
...واضح ہو کہ اصل مین یہ رسالہ تصوف مین ہے اور چونکہ تصوف مین پہلے اپنا عقیدہ موافق
...علمای اہل سنت وجماعت کے درست کرنا ہوتا ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا اور
اس زمانہ مین جو بعضے گمراہ فرقے اس ملک مین نکلے ہین جنکے عقائد خلاف عقائد اہل سنت وجماعت
کے ہین اور اُن سبھون نے اپنی باطل باتین سنا کے لوگون کو خود عقائد تصوف سے بے اعتقاد
کر دیا ہے اسواسطے اُن فرقون کا رد پہلے لکھ کے تب تصوف کے مسائل لکھین گے۔ اب اُنکے

...عبارت بھائی اہل سنت وجماعت لوگ ... اس بیان کو سمجھین کہ مختصر ... اور
...سے ان فرقون کے مذہب کو ذکر اور رد کیا ہو کہ حدیث پر عمل کر کے جتنے ان گمراہ فرقون کے
...مل سے لوگون کو خبردار کر دیا تا کہ لوگ اُن کے فریب سے بچین وہ بیان یہ ہے **مقدمہ** جب
جاننا چاہیے کہ بموجب خبر مخبر صادق کے اسوقت مین دین اسلام غریب ہو گیا تو ... مفسد
... یعنی دین محمدی کے سچے تھوڑے اور سچے تابعون کا درس تدریس بھی بہت کم ہوا اس سبب سے
... لوگون مین کئی باتین ... تصوف ... کی باتین جاری ہین مثلاً عورتون کی بے پردگی
اور پیر مرشد مین فرق کیا ... اور تصوف کو خلاف شریعت کے سمجھنا یا شریعت کو پست کہنا یا
فرشتون اور نبی کے سوا دوسرون کو بھی معصوم کہنا مثلاً ... امام ... معصوم کہنا یا
حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق سے افضل جاننا
وغیرہ باتین اس قسم کی جاری ہین۔ کوئی کسیکو منع نہین کرتا اور اس ملک کے عالم کی ایسی بڑی
استعداد اور ایسا بڑا مثل ہے کہ اُن کے نزدیک دین کی قدر ایک پیسہ کے برابر بھی نہین ہے
مثلاً اگر کوئی شخص کسی کی ایک بگہہ زمین چھین لیوے یا بیچ ڈالے تو اپنے قابو بھر اُسکو کبھی نہ چھوڑین گے
بلکہ پہلے آپ لڑین گے اور پیٹ کرین گے جب نہ سکین گے تب حاکم کے پاس نالش کرینگے
اور چار چار محکمہ مین لڑین گے اور اُن کے دین کا یہ حال ہے کہ ایک شخص جاہل گمراہ احمق ...
حاجی شریعت اللہ نام فریدپور کے اطراف مین پیدا ہوا اُسنے جمعہ اور عیدین کی نماز کو
اس ملک مین منع کر دیا اور مرشد کا ہاتھ پکڑ کر مرید ہونے سے منع کر دیا اور اپنا طریقہ یہ
نکالا کہ زبان سے انہین دینی باتون اور ذکر کے بجا لانے سے توبہ کرتا ہے اور اہل سنت وجماعت
کے عقیدہ کے خلاف باتین تعلیم کرتا ہے مثلاً بے نمازی کو کافر کہتا ہے اُسکے جنازہ کی نماز سے
منع کرتا ہے اور دینی مین استاد کہلاتا ہے اور توبہ کرتے وقت ... کا نام شاگرد رکھ دیا ہے سوا اسکے
گمراہ شخص نے بہت سی باطل باتین نکالین لوگون نے قبول کر لیا اور سنت سے لوگ نکل گئے ...
... سمجھ کر دینی باتین ... جاری ہے ... باتون کو ...

خرابی اور عوام پریشان ہو جب بزرگوں سے بطور میراث کے پایا ہے اور لاکھوں مسلمان
ان باتوں پر قائم ہیں تو ایک فسادی نے ان باتوں کو جنگل اور گانوں میں منع کیا اور اس شہر
کی کسی عالم سے مقابلہ نہ کیا اور اب تک بھی اسکے خلیفہ لوگ شہر میں آنے اور عالموں سے
بات کرنے سے انکار کرتے ہیں سوان قدیم باتوں کو ہم اپنے تاوقتیکہ نہ چھوڑیں اور دو
چار شہر میں جا کے علماء سے تحقیق کریں تب تک اس گروہ والاں کو بات پر ایسی شہادت آئی کہ اب تک
اس نے کسی اُستاد اور اسکے گروہ کے سوا کسی کی بات نہیں سُنتے یہاں تک کہ [illegible] میں جا کے
اپنے اس گندے مذہب سے توبہ کر کے آتے ہیں اور عیدین اور جمعہ کی نماز کے اس ملک میں
درست ہونے کا و حضرات صوفیہ کے طریقہ میں مثل چشتیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ وغیرہ کے [illegible]
پیروں اور مرشدوں کا ہاتھ پکڑ کے بیعت کرنے کا فتوی لاتے ہیں پھر یہاں آ کے مرتد ہو جاتے ہیں اور
وہاں کے علما کو برا کہتے ہیں اور اس ملک کے علما جب ذکر سمجھا کے ان مذکور باتوں کو انکے
ذہن نشین نہیں کر دیتے ہیں تب کہتے ہیں کہ اُستاد کا منع ہے ہم کس طرح سے ان باتوں کو قبول
کریں پھر جب علما کہتے ہیں کہ تمہارے اُستاد کی بات تو کتاب سے نہیں ملتی تب کہتے ہیں کہ اُستاد
جانے وہ ضرور کتاب ہی کے درست جانتے کہ سبب سے یہ لوگ خلاصہ یہ ہیں غرض جاہل ہوتے
استاد کو رب ٹھہرایا وہ مشرک ہو گئے معلوم کر وی کہ جب ذہن نشین ہوتے کیواسطے اس گروہ
کے اُستاد اور خلیفہ لوگ باوجود دعویٰ ہونے کے صدقہ فطر کا تحصیل کر کے جو آپ کھاتے ہیں اور لوگوں پر
حرام کر کے جو مال کا مال جو آپ کھاتے ہیں کفایت ہے کیونکہ فقہ کی ساری کتاب میں فقیہ کو صدقہ
لینا حرام لکھا ہے مفسد حرام کا اختیار ہے سوائے بادشاہ کے فقہ کی کسی کتاب میں کسی کو دینے نہیں
اور بادشاہ کو بھی حرام کا مال کھانا درست نہیں اور اس گروہ کا حال تھے کچھ قسم اکثر میں لکھا
سب اس گروہ کے [illegible] تقریر کی حاجت نہیں انکو اپنا شجرہ اور حدیث کی سند سنا کے انھے
[illegible] کہ جیسے ہم [illegible] تم بھی انکو اپنی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک [illegible]
[illegible] دیکھلو گے [illegible] سند کہ شریعت اللہ تک [illegible] پہنچا تو [illegible] لوگ [illegible]

یہی بات پر انکو حق کہتے ہیں اور دوسری بات کو ہرگز نہیں مانتے جب سند [illegible] محمدی
دین داخل ہوں گے تب ان کے بات [illegible] نہیں۔ تو اسی طرح ایک گروہ [illegible] مذہب
میں نکلے انھوں نے اپنے اپنے کیا کر کے دین کو توڑا کہ عبداللہ بن سبا کا [illegible]
میں [illegible] ہیں ہے [illegible] ایک نقشہ کھایا ہے [illegible] اسی نقشہ کی
جو بات سب لوگ [illegible] ان لوگوں کو تعلیم کیا کرتے ہیں [illegible] انکی سند شریعت سے ملتی نہیں
پہنچے جیسے طبقے کے لوگوں کی تصحیح [illegible] سے اور نقد عقائد تصرف سے انکی بات کی سند شریعت سے
ملتی نہیں اگرچہ [illegible] وہ لوگ بھی شیطانیہ [illegible] ہیں اور اس طرح سے جو لوگ بھی ذاکر کو [illegible] اہلسنت
کے [illegible] ہوں کے [illegible] اسی نقشے کے موافق [illegible] علم [illegible] تفسیر
کی کتابوں اور [illegible] طبقہ میں سے جیسے طبقہ سے سند ملتی نہیں اگرچہ [illegible] شیعہ
پائے اب ایک مضمون یاد رکھو کہ حدیث اور قرآن تو [illegible] اسی کے اوپر [illegible] کر کے
نقد عقائد تصرف مقرر ہوئے ہیں بس ان تینوں سے جو بات [illegible] سو [illegible] اور [illegible] کے
نمونہ ہے اور کوئی کتاب تفسیر جو [illegible] کے سوا [illegible] ہے [illegible] تمہارے [illegible]
ہے وہ بھی [illegible] انکے جواب [illegible] حقیقت میں تفسیر بھی ان تینوں کے سوا [illegible] تفسیر
بھی ان تینوں سے [illegible] ہوگا تو تفسیر کی ان تینوں میں سے ایک کے خلاف ہو [illegible] کے
قابل نہ ہوگی دیکھو تفسیر کشاف میں وضو میں پاؤں کا مسح کرنا لکھا ہے یہ فقہ کے خلاف ہے اور [illegible]
کی روایت [illegible] شریف میں ہو گی اسکا انکار کیا۔ یہ عقائد کے خلاف ہے اسواسطے وہ
تفسیر [illegible] معتمد [illegible] ہوئی [illegible] کشاف میں سارے علوم موجود ہیں سوا
علم تفسیر کے۔ اب ایک مضمون [illegible] کہ جب دین [illegible] طرح کے فساد
[illegible] ہونے [illegible] اللہ تعالیٰ دین کے تازہ کرنے کے واسطے ایک شخص کو پیدا کرتا ہے [illegible]
[illegible] اور مجدد [illegible] ہوتے ہیں چنانچہ عنقریب یہ مضمون معلوم ہوگا سو اس وقت کے
مجدد و صاحب [illegible] حضرت امیر المومنین سید احمد قدس سرہ [illegible] انھوں نے

وین کو تازہ کیا سو ہندوستان اور بنگالے مین اُن سکہ لوگون مین داخل ہونے سے جو فائدہ ہے
سو آگے قریب ہی معلوم ہوگا سو بعضے بعضے مفسد دین کے دشمنون نے اُس طریقہ پر اعتراض
کرنا شروع کیا اور اُس طریقہ سے لوگون کو پھیرنے چاہا اسواسطے اسوقت مین اُن مفسدون
کے مکر سے لوگون کو خبردار کرنا ضرور ہوا سو اب اُن مفسدون کے فساد سے لوگون کو محفوظ رکھنے
کی نیت پر اُن مفسدون کے بُرے حال کو جو ہم ذکر کرینگے اُسکو لوگ ہماری نفسانیت
پر محمول نکرین کیونکہ حدیث مین جو کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم لوگ باز
رہتے ہو بدکار کے ذکر کرنے سے یعنی ایسا مت کرو بلکہ بیان کرو فاجر کا اُسکے عیب کے ساتھ جو
اُسمین ہے تا پرہیز کرین لوگ اُس فاجر سے ۔ سو اسی مضمون پر ہم عمل کرکے اُن مفسدون کا
حال کہتے ہین اور ہمارا یہ خیال ہے کہ سارے مومنات کے افعال اور حرکات کو جو دیکھتے ہین
تو یہی کہتے ہین کہ جسطرح سے شعبدہ باز کے ہاتھ مین بازیون کا ادھر ہماری دنیا ہی ناحل
[illegible] کے ہاتھ مین سب کا تار ہے [illegible]
[illegible] اُن مفسدون کے فساد کو سنادین اور اُنکا [illegible] اپنا عقیدہ
[illegible] سنت و جماعت کے اور اپنے سارے اعمال [illegible]
بموجب احکام [illegible] ان سب باتون کی [illegible] کے مقابلہ مین [illegible]
[illegible] تعالی مدد کرے اور مجھے اِس خدمت کا حق ادا کروا دے ۔ **بیت**

برکفی جام شریعت برکفی سندان عشق ✽ ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

اللہ تعالی اپنا فضل و کرم کرے اور لوگون کو توفیق دے کہ ہم سے توحید و معرفت اور حقائق اور
اخلاص اور عبودیت کے مقدمہ کی باتین جو سیکھین اور سُنین اور جو کچھ ہم مفسدون کا ذکر ین
اُسمین ہم سے ناخوش نہون اور عبرت پکڑین اور اُنکی حرکات خلاف شرع اور بُری عقیدہ
سے توبہ کرین اور جیسے کو سعد ورجانین اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سارے مرشدون کو جنکو رتبہ
شیخ کا حاصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب جانتے ہین اور جس مرشد پر کوئی

مخالفت کرتے اُنکے رد کرنے پر ہم مستعد ہین کیونکہ حضرت سید احمد کی تخصیص نہین ہے مگر جو کہ
حضرت سید احمد کی عداوت پر مفسدون نے کمر باندھا ہے اسواسطے ہم اُنکا رد کرینگے
اور حضرت سید احمد کی مرشدی ثابت کرینگے اور ایسی باتین بیان کرینگے کہ سارے
مرشدون پر سے اعتراض دفع ہو جاویگا ۔ اور انشاء اللہ تعالی ہم ایسا نہین کہ کوئی بات
[illegible] دیکھین گے [illegible] باتون کو [illegible] نہ کرے بلکہ
[illegible] کہ ہم سے ہماری باتون کی سند [illegible] ہو [illegible] اعتماد کرین ۔
[illegible] مین [illegible] غالب ورکھے ہمارے [illegible] گئے اور گئے [illegible]
[illegible] چند [illegible] خانہ مین [illegible] نصیحہ [illegible]
کہ اپنے مذہب کو خرق عادات اور کرامات [illegible] اور [illegible] کی دنیا مین
مشہور ہے کہ جب اُن [illegible] فرقون مین سے ایک فرقہ کسی مسئلہ مین ہماری [illegible]
کرتا ہے تب باقی بہتر فرقے ہماری موافقت کرتے ہین [illegible] جب وہ [illegible]
ہماری مخالفت کرتا ہے تب وہ پہلا فرقہ بھی اور سب فرقے ہماری موافقت [illegible]
اُس مخالف کو خاطی اور بدعتی کہتے ہین علی ہذا القیاس غرض ہر فرقہ ہماری مخالفت کرنے مین اکیلا
رہ جاتا ہے اور یہی اُسکے مذہب کے رد کی دلیل ہے انتہی سو اسی مضمون بموجب جب ہم
کا رد کرتے ہین تب خطابیہ اور بدعتی ہماری موافقت کرتے ہین اور جب ہم خطابیہ کا رد
کرتے ہین تب بنانیہ اور بدعتی ہماری موافقت کرتے ہین اور جب ہم [illegible] کا رد کرتے ہین
تب خطابیہ اور بنانیہ ہماری موافقت کرتے ہین علی ہذا القیاس تو یہ بات ہمارے حق
مذہب والے ہونے کی دلیل ہے ۔ آپ پہلے دو گروہ تو سے جاہل یا منکر ہین [illegible]
نہین حال [illegible] مین سے ایک گروہ حضرت مرشد برحق سید احمد قدس سرہ
کے طریقے کے ادنی کوشش کے برباد کرنے کا ارادہ رکھنے والے ایسے نکلے کہ جس ملک مین
سکھون سے حضرت مرشد برحق نے جہاد قائم کیا تھا اُنکی شہادت کے بعد اُسی ملک مین

بنا کے اپنا ایک تنافلہ تیار کرنا ہے اور انکا یہ عقیدہ ہے کہ امام زمانہ کے بیٹے مرشد برحق زندہ ہیں کسی معلوم جگہ بطلے نائب ہو گئے ہیں پھر نکل کے جہاد قائم کرین گے اور شرع وغیرہ سے سامان ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ بلا شبہ رافضیوں کا ہے واقفی ہندوستان اور پنجاب میں اس مضمون کا خط لکھ گئے ناواں سمجھتے ہیں امام زمانے کے ظاہر ہوں گے اور جہاد قائم کرین گے تمام مخلوق کے پورے مت کے سمجھے نہیں نادان ال باوان سے روپیہ تحصیل کیے ہیں سستی جو وعدہ انکا ہے وہ تھا جو اگر ایسا نا یا فریب کرتے ہیں کہ لوگ اب تک روپیہ دیے جاتے ہیں نامراد ان بد مذہبوں کے پاس ایک رسالہ ہے انکو چھپا کے رکھتے ہیں ناداروں کو سناتے ہیں اور زبانی سمجھاتے ہیں کہ حضرت سید احمد امام مہدی ہیں انکے باپ کا نام عبداللہ اور انکی ماں کا نام آمنہ ہے سو یہ بات نہایت جھوٹ ہے حضرت مرشد برحق کے والد مغفور کا نام سید محمد عرفان اور انکی والدہ مرحومہ کا نام نجیبہ بی بی ہے اور دوسرے گروہ بد مذہبوں میں سے اپنے کو تنا درش کہتے ہیں اور پہلے گروہ کی زبانی دیکھ کے اپنے قصہ کے بیہوش ہو کے حضرت مرشد برحق کے معتقدوں کے دشمن بن گئے ہیں کہ کسی ذکر ہیں ناکاروں سے کہنے لگے کہ ہم لوگوں کے پاس سوائے تسبیح کے ایک چھڑی کی نشانی حضرت سید احمد نے سکھوں سے جہاد کیا تھا ایسا کہ ان کے لڑنے میں ہر ایک بات کہہ کے منکر دین سے مرتد ہو گئے کیونکہ جہاد کو نا ... سے رسول کا تمام پیغمبروں سے انکار کرنا کفر ہے اور عیسائی لوگوں کو بھی یہ بات خوب معلوم ہے مگر وہ لوگ اس مسئلہ کے سبب سے مسلمانوں سے عداوت رکھتے ہیں اور یہ مسلمان لوگ ان سے جہاد کرتے ہیں۔ سو ان دونوں کا حال مگر وہ کے رد کی حاجت نہیں جن فرقوں کے رد کی حاجت ہے انکا ہم رد کرین گے اور اس رسالہ میں جن کتابوں کے مضمون کو ہم مختصر لکھیں گے انکو خالی لوگ اور عالم لوگ کتاب کو دیکھ کے لوگوں کو خوب سمجھا دیں اور جہاں مکتوب لکھیں گے سو اس سے مراد مکتوب حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا اور تصوف کی بعضے

مسئلوں میں تو ان کو جو شک ہے ہو ہی آیا بعضے مسئلے میں ... کرتے ہیں مسئلہ مطالب نہیں سمجھتے ہیں پیر مرشد جو مرشد ہیں فرق نہیں کر سکتے اور نادانی کے سبب سے حضرت مرشد برحق سب ... قدیمی ... کے طریقہ کو بدل گئے ہیں اور اُس پر اعتراض کرتے ہیں سو اس رسالہ میں ہم اُس اعتراض کو رفع کرین گے اور ایسے مضمون لکھیں گے کہ ساری شک اور غلطی دفع ہو جاوے گی اور حقیقت حال بخوبی کھل جاوے گی اور بعضے بعضے مسئلے تصوف کے جو شروع میں بہت مفید ہوں گے لکھیں گے اور تصوف کے جانے باب کے مسئلے طول ہو نیکی خوف سے نہ لکھیں گے اُن سب مسئلوں کو مرشد تصوف کی کتابوں سے سمجھا دیں گے اور مکتوبات مذکورہ ہزاروں کتابوں کے برابر ہے اور آپ نے منع کیا کہ جن لوگوں نے دین میں رخنہ ڈالا ہے یا ڈالا وہ لوگ نہ ہو کرین یا جو ان میں سے مر گئے ہیں تو بے توبہ کے مرے ہوں اُن لوگوں کا نام نہ لکھیں گے فقط اُن کے فتنہ فساد کا حال لکھ دیں گے کہ ہدایت کرنے اور اپنے لوگوں کو فتنہ سے بچانے سے کام ہے اور ایسا سمجھنے کا سبب یہ ہوا کہ باوجود مجدد ہونے طریقہ محمدیہ کے بعضے لوگ اس طریقہ میں بیعت کر کے بعد دین کے دشمنوں کے وسوسہ ڈالنے سے اس طریقہ سے بے اعتقاد ہو گئے تھے پھر اس ناچیز کی صحبت سے بن گئے اور اس طریقہ محمدیہ میں مرتبہ عبدیت کا حاصل کرنا اصل مقصود ہے اور مرتبہ عبدیت کا محبوبیت کے مقام حاصل ہونے کے بعد ملتا ہے اور اس طریقہ میں خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری متابعت کا بڑا اہتمام ہے کیونکہ یہ سب نعمتیں متابعت سے ملتی ہیں اس مضمون کو مجدد الف ثانی نے دوسو چوتھے مکتوب میں لکھا ہے اور یہ طریقہ محمدیہ بعینہ طریقہ نقشبندیہ ہے اور طریقہ نقشبندیہ کی نسبت سب نسبتوں کے اوپر ہے اور وہ نسبت حضور ذاتی دائمی ہے اور ان کی ولایت سب اولیاء کی ولایت کے اوپر ہے کیونکہ اس طریقہ میں نہایت کے تدریج ہونے کے واسطے پہلے جو مقصد نہایت میں ملتا ہے اور کسی کو اول ہی میں حاصل ہو جاتا ہے ...

صدیق اکبر کی طرف منسوب ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ سارے صحابہ نیک اور بزرگ اور پیشوائے دین ہیں مگر ان میں سے حضرت صدیق کا بڑا درجہ ہے ویسا ہی سارے صوفی لوگ کسی طریقہ والے ہوں سب کے سب نیک اور بزرگ اور پیشوائے طریقت ہیں مگر بزرگان نقشبندیہ کا کچھ اور ہی درجہ ہے۔ مصرع: ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ۔ اور حضرت مرشد برحق نے سارے طریقوں سے نور حاصل کیا علی الخصوص نقشبندیہ سے پھر نقشبندیہ طریقہ میں چونکہ مجددیہ طریقہ مثل ثمرہ اور پھل کے ظاہر ہوا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی تصوف میں بڑے کامل تھے اور تصوف کی بڑی بڑی معتبر کتابوں پر مثل عوارف المعارف اور نفحات اور رسالہ امام قشیری وغیرہ بڑا کامل تھا اور ان سب کتابوں کے وہ بڑے محقق اور عالم تھے جس نے ان کے قول پر عمل کیا تو گویا سب کے قول پر عمل کیا اور ان کی کتاب سے دلیل لائے تو گویا ساری تصوف کی کتابوں سے دلیل لائے اس واسطے مرشد برحق نے حضرت مجدد الف ثانی کے قدم بقدم چل کے اس طریقہ کے انوار کو بھی حاصل کیا یہاں تک کہ حق سبحانہ نے آپ کو بھی مجدد و صاحب طریقہ کیا اور آپ کا طریقہ نور سے معمور ہو گیا اور جب بد بخت دشمنوں نے آپ کے طریقہ پر طعن شروع کیا پھر جب طریقہ مقبولہ پر سے طعن کرنے والے کمینوں کو ان کلمات حقہ کے تنور سے پھونک دیا سب پر کھل گیا کہ یہ طریقہ مقبولہ سراسر نور سے معمور ہے اور ختم ہو [illegible] نور علی نور ہے اس واسطے چند سطروں کا نام بھی **نور علی نور** ہوا اور یہ طریقہ محمدیہ آخری زمانے کے لوگوں کے حال درست کرنے کے واسطے اکسیر ہی ہے ہر ایک کو اس طریقہ سے فیض پہنچتا ہے کوئی جانے یا نہ جانے یا مانے اور دین کی تازگی اور نمازیوں کی کثرت دیکھنے سے ہر ایک پر یہ صاف کھل جاتا ہے کہ یہ سب تاثیر اس طریقہ والے کی ہے تب اس عاجز کو ہندوستان اور بنگال کے لوگوں کو طریقہ محمدیہ کی عداوت کے وبال سے بچانے کے واسطے چند

فصل پہلی طریقہ محمدیہ کے پھیلانے والوں کے دشمنوں اور اس طریقہ کے دشمنوں کے دشمنی رکھنے کی وجہ کے ذکر کے بیان میں

اب جاننا چاہیے کہ اس زمانے میں جیسا جیسا فساد ظاہر ہوا ہے اور دین کے کام میں لوگ سستی کرتے ہیں اور خلاف شرع کام بے باک کرتے ہیں سو سب پر ظاہر ہے اور سارے فسادوں سے بڑھ کے برے عالموں کا اور ان جاہلوں کا فساد ہے جو [illegible] کا دعوی کرتے ہیں اگر نیک عالم لوگ جو شیطان پر ہزار عابد سے بڑھ کے سخت ہیں دین کی حمایت پر حاضر نہ ہوتے تو یہ برے عالم اور بھی بڑا فساد پیدا کرتے مگر الحمد للہ کہ ان برے علما کا فساد آخر کو انھیں پر جا پڑتا ہے اور آخر کو وہ رسوا اور فضیحت ہوتے ہیں مشکوٰۃ مصابیح کے کتاب العلم کی دوسری فصل میں پانچویں حدیث جو ابن عباس سے روایت ہے اور تیسری فصل میں ستائیسویں حدیث جو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دیکھ کے نیک عالم اور بد عالم کا حال سب کو سمجھا دیں اور اسی کتاب میں اور حدیثوں کو بھی دیکھ لیں اس مضمون کی خوب تفصیل ملے گی۔ **پہلی تنبیہ** حق یہ ہے کہ ان مفسدوں کے فساد نے اس ہندوستان اور بنگالے میں بڑی آفت مچا رکھی ہے کہ طریقہ محمدیہ میں داخل ہونے سے روک کے دین اسلام میں پورا پورا داخل ہونے اور فقہ علمائے تصوف پر عمل کرنے اور شرک اور بدعت سے توبہ کرنے سے ان لوگوں کو روک رکھا ہے اس کا بیان یہ ہے کہ حضرت مرشد برحق امیر المومنین سید احمد قدس سرہ نے اس تیرھویں صدی میں جو دین کو رونق دیا اور اس کو تازہ کر دیا سو انھی کی اس فضیلت اور کمال سے ان کو سارے علمائے آخرت ہندوستان کے مجدد کہتے ہیں اور مجدد کا بیان اسی کتاب کی دوسری فصل کے آخر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت والی حدیث میں دیکھ لیں وہ جناب چونکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر تھے جیسا کہ قول [illegible] قدم کے بیان میں مذکور ہے یہاں تک کہ [illegible]

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی، وہ اُنکو آنحضرت نے بنا بخشہ فرمایا اُسکو بھی مرشد برحق نے قائم کیا اور ثابت قدم رہے اور رسالہ مکیہ میں لکھا ہے کہ جب یہ چار و قسم کے علم کسی شخص میں جمع ہو گئے تو وہ شخص امام کامل ہے اور وہ شخص قطب اور حجۃ ہے اور سبیل راہ کی طرف بلانے والا ہے سو وہ چار و علم مرشد برحق میں موجود تھے وہ چار و علم یہ ہیں علم روایت کا یعنی حدیث کا علم درایت کا یعنی فقہ کا علم اور استدلال کا یعنی علم کلام کا علم حقائق کا یعنی تصوف کا اور حضرت مرشد برحق ان چار و علوم مذکور کے منتہی ہو رہے تھے یہ بات مشہور ہے اور جن سے راہ نبوت کے کمالات بر اُس جناب کی جبلت اور پیدائش آبیری تھی اور آثار نبوت کے آثار جن سے اُس جناب میں ظاہر تھے اس بات کو مجھے بہت سے بزرگون سے جو حضرت مرشد کے لائق ہین کے حال سے خوب واقف تھے بطریق تواتر کے سنا اور کیفیت مراط المستقیم کے نحاتہ مین دیکھا ہین انھین سبب سے اُنکی اور خصوصیت کے سبب سے اپنے طریقہ کا نام طریقۂ محمدیہ رکھا اور چونکہ مرشد برحق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرنے میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اقتدا کرتے تھے اس سبب سے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور اولیا کے درجہ کو کامل ہو جاتا تھا ان کی صحبت کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اول ہی صحبت میں پا لیتے تھے ویسا ہی حضرت مرشد برحق سے طریقہ محمدیہ میں داخل ہونے کے ساتھ ہی اس کمال کی حلاوت اور مزہ طالب صادق پاتا ہے اور حضرت طریقہ محمدیہ کی برکت سے اپنے دین اور مذہب پر خوب مضبوط ہو جاتا ہے اور شرک اور بدعت سے کمال نفرت کرتا ہے اور سنت کا عاشق بن جاتا ہے اور یہ نفرت جیسا کہ طریقہ محمدیہ کے بالکل اوائل میں حاصل ہو جاتی ہے ویسا دوسرے طریقہ کے خاص مریدوں کو انتہا میں بھی میسر نہیں ہوتا اور سالوں محنت سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ **دوسری تنبیہ** اور اس طریقہ [illegible]

[illegible]

جس زمین کسی پیر بھائی سے باہمی محبت ہوئی تو اللہ تعالیٰ دونوں میں محبت زیادہ کرتا ہے اور دونوں کو باہم اور بزرگون کے پاس امانت سپرد کر دیتا ہے ہو ایک دوسرے کی خبر رکھتا ہے اور آرام سمجھ کو کوئی شخص نہ پاتا ہو اور کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے اور کسی پیر بھائی کے پاس جا پہنچتا ہے تو اپنے اُس پیر بھائی کو دیکھ کے ایسا خوش ہو جاتا ہے جیسا کہ حقیقی بھائی کو دیکھ کے خوش ہوتا ہے اور وہ دوسرا بھی اُسکی اس مصیبت کے دفع کرنے اور اُسکی حاجت کے بر لانے میں جان و مال خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتا اور یہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ انا فتحنا میں رحماء بینہم یعنی نرم دل ہیں آپس میں اور یہ آپس کی محبت اور رحمت اس طریقہ والوں کی خاص حالت ہے یاد رہے اور چونکہ یہ طریقہ حق سبحانہ کا اور اس طریقہ کا جاری کرنا اللہ رب العالمین کو منظور ہے اسواسطے جو شخص کہ مرشدوں اور خلیفوں کی عزت لوگوں کے دلوں کے اندر ڈال دیتا ہے اور بے ادبی کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کو ذلیل اور رسوا کر دیا کرتا ہے **تیسری** طریقۂ محمدیہ کا اصل مقصد اور رکن عظیم مقام عبودیت کا حاصل کرنا ہے جانا اور آدمی اللہ جل شانہ کا بندہ اُسوقت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو گرفتار ہے اُس گرفتاری سے بالکل یکبارگی نجات پا جائے اور دنیا کی محبت بھی اصل مقصد نہیں ہے بلکہ یہ دونوں بھی اس غرض سے ہے کہ بندہ ماسوا سب سے ٹوٹ جاوے اور بندہ [illegible] ہو جاوے اسواسطے ولایت کے مراتب کی نہایت مقام عبودیت کو حاصل ہونا ہے اور ولایت کے درجات میں عبودیت سے بڑھکے کوئی مقام نہیں ہے اور مقام عبودیت کا بیان عوارف المعارف اور حضرت مجدد الف ثانی کے تصنیفوں کی کتب اور مثنوی میں درج ہے سو یہ مقام اصالۃً مقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مخصوص ہے چنانچہ کلمۂ شہادت میں عبدہ و رسولہ

کے مضمون سے صاف ظاہر ہے اور معراج جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مخصوص ہے سو اس نعمت کے ذکر میں حق سبحانہ نے فرمایا سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ یعنی پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات پس اسی لحاظ سے اپنے طریقہ کا نام مرشد برحق نے طریقۂ محمدیہ رکھا اور صراط المستقیم کے چوتھے باب میں جو سلوک راہ نبوت کا بیان فرمایا ہے کہ اسمیں مقام عبودیت کے حاصل کرنے کا طریقہ جو چاہے سو دیکھ لے اور اسی سلوک کا نام طریقۂ محمدیہ ہے اور حضرت مرشد برحق کے قافلہ کے لوگوں کی زبان پر برابر ... رہتی تھی کہ اللہ جل شانہ اپنا بندہ بنا لے اور نرا بندہ بن جانا مقصد ...نے سے اور تقلید کرنے سے بآسانی حاصل ہوتا ہے کیونکہ اپنے نفس کی ...دی گرفتار رہتا ہے اور کسیکی تابعداری کرنے نہیں چاہتا سو تقلید سے اس ...جڑ ٹوٹ جاتی ہے اسی واسطے مرشد برحق آپ مقلد تھے اور تقلید کے خلاف ...س کرتا تو اپنے قافلہ سے نکلوا دیتے اور جو تعلیم پذیر ہوتا تو حضرت مرشد برحق ...ت کر کے راہ پر لاتے اور یہ بات تمام ہندوستان اور بنگالے میں مشہور ... ...ب نے صراط المستقیم کے پہلے باب کی چوتھی فصل کے پانچویں افادہ ...ر اور انوار کے مناز... کے بیان میں فرمایا ہے کہ سب دوروں میں ...امت کا دورہ فقہا کا تھا بعد اسکے دورہ اہل کلام کا ظاہر ہوا بعد ...صوفیہ کا ظاہر ہوا اور ان تینوں دوروں والوں کو ہدایت کرنے والا فرمایا ...ح کیا اس مقام میں جو چاہے سو دیکھے

بلکہ ساری کتاب میں یہی بیان ہوا ہے الغرض طریقۂ محمدیہ میں چونکہ سراسر متابعت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اس سبب سے سارے کمالات اس طریقہ میں ... ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی تعریف اور تاثیر و سواد ... جو مکتوب میں ہے یعنی اسکا خلاصہ یہ ہے کہ نجات اخروی اور فلاح سرمدی متابعت

... درجۂ محبوبیت کو متابعت سے ختم ... تجلی ذات پاک سے متابعت کے سبب مشرف ہوتے ہیں اور مرتبۂ محبوبیت کے ساتھ سرفراز کیا جاتا ہے کہ جو مرتبہ کمال کا سب مرتب کے اوپر محبوبیت کے مرتبہ کے حاصل ہونے کے بعد ہے اور انکے متابعان کو اس کی شروع نے فضل انبیاء بنی اسرائیل کے فرمایا اور پیغمبران اولوالعزم انکی متابعت کی آرزو کرتے ہیں تو اگر آج کے زمانے میں موسیٰ زندہ ہوتے تو انکی تابعداری کے سوا انکو کچھ قدرت نہ ہوتی اور یہ تعیّن کر روح اللہ اتریں گے اور حبیب اللہ کی متابعت کریں گے معلوم اور مشہور ہے اور انکی امت متابعت کے سبب سے خیر الامم ہوئی اور سب سے زیادہ ...تی ہوئی اور دولت متابعت کی قیامت کو ساری امتوں کے پہلے بہشت میں ...مل ہوگی الخ اور اسی پوری پوری متابعت حاصل ہونے کے واسطے حضرت ... اپنے مریدوں کو حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے مکتو... ...ان ... بت فرماتے تھے اور فقہا کی تقلید کی ...، تاکہ

جیسا کہ مکتوبات مذکورہ میں جا بجا فقہا کی تقلید کی تاکید فرمائی ہے اور مکتوب ... میں ... نے دعا فرمائی ہے اس عبارت سے ثَبَّتَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ عَلٰى تَقْلِيْدِ الْعُلَمَاءِ الْحَنَفِيَّةِ عَلٰى مَصْدَرِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ يَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ آمِيْنًا اور حضرت مرشد برحق نے بلا خلافت ... میں تقلید کا حکم دیا ہے اور آپ مقلد تھے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے اور حضرت مرشد برحق اپنے حنفی ہونے کا فخر کرتے تھے اور جب انکی مجلس میں حدیث کی کوئی کتاب پڑھی جاتی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق کوئی حدیث نکلتی تب فرماتے تھے کہ اس مسئلہ میں جس حدیث پر ہمارے امام صاحب نے تمسک کیا ہے اسکو بھی پڑھو اور اس عاجز نے لائق ہونے ... بارہا ... طلباء کے مرشد برحق سے پڑھا کہ وہ لوگ حدیث پر عمل ... مکرر ... عمل کرنے سے منع کرتے تھے اس ... مقصد ... ہمارا ...

[illegible]

بتلا دو فرماتے ہیں تب حضرت مرشد نے بطور وصیت کے بڑی تاکید سے فرمایا کہ لکھنے
کا لشو از خم نقد کی متون کتابوں پر آنکھ موندے ہوئے یا لکھنے بیٹھ جاو اور بنانا و تقی
بن تو آپ کی بھرائی ہوتی ہے جنہیں نے انہیں تو ی نعمت سب طرح کی روایت ہوتی ہے
اسکو جہان جان پھونک چھانک لینا ہے جنہیں اسکو خوب تحقیق کر کے منشا پر عمل کرنا ہے
چنانچہ یہ مضمون صراط المستقیم میں اور اس فقیر کے تصنیفات میں بھرا ہوا ہے۔

چوتھی تنبیہ پھر اس طریقہ مقبول کے رواج کی یہ دیکھو اسلئے اللہ تعالیٰ
اہل مطبع کے دلوں کو دینی کتابوں کے چھاپنے کی طرف جھکا دیا یہانتک کہ انگریزوں
نے تفسیر وغیرہ دین اسلام کی کتابیں چھاپا اور دینی کتابیں اسقدر پھیل گئیں کہ اس دین
کے جاری ہونے کے قبل اسکا بیسواں حصہ بھی دینی کتابیں میسر نہیں آتی غرضیکہ
[illegible] کے وقت سے جمعہ و جماعت اور عیدین و ختم تراویح اور کلام اللہ کے
[illegible] دین کی ترقی ہوئی اور ہمارا کہنا ہے [illegible] سمجھ لینا
مذہب کو خوب پہچان لئے اور اہل سنت و جماعت کے عقیدے پر لوگ مضبوط ہو گئے
اور یہ بات سب پر روشن ہو گئی یہانتک کہ دشتی پیروں کو انکے مرید لوگ نصیحت کرنے
لگے تب شیطان اور دین کے دشمنوں کی کمر ٹوٹ گئی اور صحابہ کے اخیر اخیر
زمانے میں دین اسلام کے دشمنوں نے جب خوب دریافت کیا کہ صحابہ کرام کو مسلمان
کو قرآن شریف اور دین اسلام ملا ہے جب تک صحابہ سے یہ لوگ بے اعتقاد نہ ہونگے
تب تک اپنے دین میں گرفتار ہونگے اور شک و تردد دین میں نہ پڑیں گے تب انکے
دشمنوں نے ایک نامرد عبداللہ بن سبا یہودی تھا صحابہ کرام کے جناب میں
اتنا اور بہتان سے جھوٹے قصے کہانی تراش کے شمن کر کے لوگوں کو تعلیم کیا
آخر کو آپ ہی جلیل اور خراب اور رسوا ہوا اور اسکے تابعدار رافضی خارجی کہلانے
اور عبداللہ بن سبا کا حال تحفہ اثنا عشریہ اور قرۃ العینین [illegible] میں دیکھیں اس گمراہ

صحابہ کرام پر طعن کرنے والوں کے مذہب کی برائی کہنے کی حاجت نہیں اسقدر
کی برائی کو سمجھنا کفایت ہے کہ جب صحابہ کرام معاذ اللہ برے ہوئے تب ان سے منع کیا
ہوا قرآن اور انکی روایت کی ہوئی حدیث اعتبار کے قابل ان کے نزدیک نہیں رہی
تو حقیقت میں ان لوگوں نے دین محمدی سے انکار کیا اسیطرح اس زمانہ میں سو برس میں
جب دین کے دشمنوں نے خوب دریافت کیا کہ حضرت مرشد برحق کے ذریعہ سے ہندوستان
اور [illegible] کے مسلمانوں نے دین پایا اور سب نے شرک اور بدعت ڈھول باجے
[illegible] آتش بازی سہرا کنگنا بدھنے برہمن پوجنے اور ہولی دیوالی بسنت وغیرہ میں شریک
ہونے کو اور ہندوؤں کی ساری رسم اور رسالہ کو یکبارگی چھوڑ دیا اور جاہل درویشوں اور رسمی
ذکر کرنے والے اور زوال دیکھنے والے فقراء کی آمد اور یافت کم ہو گئی اور برے خیال کا یہ
حال تھا کہ رمضان میں مسند پر بیٹھے ہوئے حقہ پیا کرتے روزے نماز تراویح سے انکو
کچھ سروکار نہ تھا اگر ان کے پاس کوئی بات کو ایسی باتیں کرتے کہ وہ بیچارا ڈگمگ اور تردد
میں گرفتار ہو جاتا مثلاً تقدیر کے مسئلہ میں گفتگو کرنے کو شریعت میں سخت منع ہے
منع تھا باوجود ان کے [illegible] سب برے خیال [illegible] میں گفتگو کرتے اور اپنے
[illegible] بے قصور ٹھہرانے کو کہتے کہ کوئی مشکل [illegible] کوئی مشکل ہے کہ ہمیں کیا ہم گناہ
نہیں کرتے وہی گناہ کروانا ہے [illegible] اگر کہیں اور اگر کہیں کہ گناہ ہم کرتے ہیں تو
پیر عیب لگے کہ کوئی درویش جسکو سب لوگ ولی کامل جانتے تھے اور اسکا قول ہے
شعر ع [illegible] نیاز نہیں ہم کو [illegible] جیسے یہ انسان نہیں
[illegible] اور زبردستی کہ آپ ہی گناہ کروایا ہے اور ہمکو زبردستی جہنم میں ڈالیگا
غرض یہ کہ ان سبکو اللہ تعالیٰ بخشے یہ سب ہادی کامل نہ پانے کے باعث معذور تھے
[illegible] بعضے بزرگ بدعت کو خلاف شرع اور رسمی ذکر کو منع کرتے تھے مگر
اہل بدعت کو ایسا غلبہ تھا کہ مجبور ہو کے انکی مجلس میں شریک ہوتے تھے اس کو

بھی زیادہ اُن لوگوں کا بُرا احوال تھا یہانتک کہ جاہل مسلمان لوگ سوا پہر کا روزہ مشکلکشا کا رکھتے
تھے اور مشکل کشا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جانتے تھے اور جو سنے چنے اور مصری اور
مسّی کو کورے باسن میں رکھکے اُسپر بھی ناتحہ کرواکے ناتحہ کی اُجرت میں مُلّا کو ایک
دمڑی کوڑی دیکے اُسی سے افطار کرتے تھے اور یہ بعینہ ہندوؤں کی برت اور اونکے
پھرار کی صورت تھی۔ اور بھی ناتحہ کورے باسن میں کچی قبر کے ساتھ زمین لیپ
پوت کے مٹھائی یا کھانا سامنے رکھکے اُسپر پھول پان رکھکے مُلّا سے پڑھواتے
تھے اور یہ رسم بھی ہندوؤں سے سیکھا تھا یعنی جس طرح سے ہندو لوگ جب کچھ نقد غیرا
صدقہ دیتے ہیں تب اوسپر کچھ نہیں پڑھواتے اور جب کوئی کھانا پکوان اپنے پتروں کو اپنے
پنڈت پیشوا بزرگوں کے واسطے صدقہ کرتے اور کھلاتے ہیں تب برہمن کو اوسپے
کچھ پڑھواتے ہیں سو حضرت مرشد برحق کے طریقہ محمدیہ میں بیعت کرنے سے یہ سب برا عقیدہ
اور بری رسم لوگوں نے چھوڑ دیا اور نماز اور عقائد کی کتاب کے موافق مردوں کو ثواب دینا
اختیار کیا اور اُن مولویوں سے کہنے لگے کہ ہم لوگ تو اندھے تھے آپ لوگ آنکھ والے ہو کر
ان سب بلاؤں میں کیوں گرفتار تھے اور جن جاہل درویشوں کا پہلے نام جپتے تھے انکو ا
نہایت حقیر اور گمراہ جان کے انکو نصیحت کرنے لگے اور نال کھلوانے سے بھی توبہ کیا اور
سے اُن درویشوں اور بڑے مالداروں اور رسمی ناتحہ کے پیرزادوں کو اور فال والے قبروں
نئی ضد پیدا ہوئی تب ان فرقوں نے کہ انمیں دو بعض بڑے علما سردار تھے حضرت
مرشد برحق اور اُن کے طریقہ اور اُن کے تابعوں پر طرح طرح کے افترا و بہتان باندھنے
لعن کرنا شروع کیا مگر دینداروں کی کثرت اور اُن کے رعب کے سبب سے اپنی
عداوت کو کھل کے ظاہر نہ کر سکتے تھے عبداللہ بن سبا یہودی کی طرح سے
دین میں فساد چھپے چھپے کرتے رہے۔ پھر بعد شہادت مرشد برحق کے ایک گر
گمراہ نکلے انہوں نے مرشد برحق کے مریدوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے کیواسطے

مرشد برحق پر اور لوگوں کو شبہ ڈالنے کیواسطے یہی تہمت حضرت مرشد کے گروہ پر باندھ کر کے
تقلید کو حرام جاننا اور فقہ پر عمل کرنے کا انکار کرنا وغیرہ اسی طرح کی باتیں جو تمام فریبوں میں
ہونے والی ہیں اور طریقہ محمدیہ کے سراسر خلاف ہیں لوگوں کو تعلیم کرنا چند روز چھپے چھپے
شروع کیا جب انکی جماعت کسیقدر بھاری ہو گئی تب کھل گئے اور ہم لوگوں کے پیچھے نماز
پڑھنا ترک کیا اور ایسے رسالے لکھا کر حضرت سید صاحب کے گروہ سے انکا الگ ہونا صاف
ظاہر ہو گیا اس گمراہ گروہ کا حال نسیم الحرمین اور زینت الایمان اور احقاق الحق کے دیکھنے سے
بخوبی دریافت ہوگا مقدر یہ ہے کہ جو شخص فقہ سے انکار کرتا ہو اور فقہ پر طعن کرتا ہو سو مرتد
ہو جاتا ہے اگرچہ دریں عرصہ نہیں اور سارے اسلام کے ملک میں فقہ کا انکار کرنے کے باوجود
اپنے مرتد ہونے کا فتوی جا بجا پھیل گیا تو ایسا تو کہیں نہ دیکھا وہ قرآن مجید اور حدیث شریف پر عمل
کرنے کا حکم دینا اور فقہ پر عمل کرنے کو منع کرنا یہ عبداللہ بن سبا کے گروہ کا مکر ہے کیونکہ
قرآن و حدیث زور لیتے نہیں کہ بالکل خلاف عبادت سے فقہا کا حکم نکلا آخر کار وہی ناملوں
در کتب مذہب والوں کا یہی بات پر اجماع ہے کہ قرآن و حدیث کا حکم فقہ سے معلوم ہوتا ہے اور فقہ
سے منع کرنا ہے قرآن و حدیث کا چھوڑ دانا ہے اور زندقہ ہے بلکہ حقیقت میں قرآن شریف کے
دشمن ہیں اور اسکو جڑ سے گرکے مٹانے چاہتے ہیں انمیں سے ایک بڑا مکر یہ
ہے کہ جاہل اور ہندی کو جو سورۂ فاتحہ بھی تمام نہیں پڑھ سکتا ہو اپنے مدرسے میں داخل
کر کے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھانا شروع کرتے ہیں انمیں وہ بیچارہ قرآن کے علم سے
محروم رہتا ہے اور وہ ترجمہ تک محنت کر کے جاہل کا جاہل رہتا ہے کیونکہ علوم الٰہیہ جو
قرآن کے معنی سمجھنے کو ضروری ہیں انکو اوس نے چھوڑا ہے اسکی تحقیق قسم اول میں بیان ہوئی
ہے اسمیں دیکھو اور نادان جاہل لوگ جانتے ہیں کہ یہ لوگ قرآن جاری کرنے والے ہیں
سو انکے فریب میں پڑ جاتے ہیں اور وہ سب جاہل شاگرد جانتے ہیں کہ ہمارے
استادوں نے ہمکو قرآن شریف پڑھا دیا اب ہم خود عالم ہوئے ہم لوگ اللہ ...

کرکیا سمجھتے ہیں غرض ایسے مدرسہ کا بنانا رہو گئے کی مٹی ہے ایسی بنی کے رو سے جو جو
نکالا یہ ظالم لوگ کرتے ہیں ان میں بڑا کھلا ظلم ہے گر حق کے طالب ہیں کے تھوڑا سا غور
کرنے سے یہ سب لوگ خود دریافت کر جاویں گے۔ **پانچویں تنبیہ** وجہ اور قسم یہ
کہ ہندوستان اور بنگالے میں طریقہ محمدیہ میں مرید ہونا اہل سنت وجماعت کی نشانی ہوگئی
ہے اور یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ کلکتہ شہر کے سارے علما خصوصاً کلکتہ کے مدرسہ
کے سارے علما خصوصاً مولوی محمد وجیہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کہ سیکڑوں علمای اہل ان
کے شاگردوں میں ہیں اور قاضی شہر قاضی عبد الباری صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور قاضی
القضاۃ قاضی فضل الرحمن صاحب مرحوم اور ہزاروں علما ہندوستان اور ولایت کے
مثل کابل قندہار توران وغیرہ کے اور بہت سے عرب کے لوگ کہ ان میں سے بڑے
نامی حنفی مسلک کے امام شیخ مصطفیٰ مرداد کی تھے اور سیکڑوں درویش جنکے ولی
ہونے کا ملک میں اچھے اچھے بزرگوں کو ہے اور ہزاروں مسجد کے موذن اور امام لوگ یہ
سب کے سب حضرت مرشد برحق کے مرید ہیں اور ہزاروں آدمی کے جو مرشد تھے
وہ لوگ حضرت مرشد کے ہاتھ پر برکت کے واسطے بیعت کرتے تھے اور اسی مرشد برحق
کو ہندوستان اور بنگالے اور پنجاب اور لاہور اور پشاور اور کابل اور قندہار وغیرہ بلاد
اسلام کے ہزاروں علما و مشہوروں نے دل کے امام مقرر کیا اور سب نے جان اور مال
سے مدد کیا اور یہ بات خوب مشہور ہے اور اب تک ہزاروں گواہ عادل اس بات کی
صداقت بیان کرنے والے موجود ہیں اور اس جناب نے جہاد قائم کیا اسوقت جو
لوگ اس ملک میں رہ گئے تھے وہ سب یہاں تک بدعتی لوگ بھی برابر پانچوں وقت
اپنی مسجدوں میں دعا کرتے تھے کہ الٰہی حضرت امیر المومنین سید احمد کو سکھوں پر فتح دے
اور ان کے ساتھ کے شہیدوں کو سارے خاص و عام شہید جانتے ہیں مگر بس
زمانے میں اس ملک کے جاہل مسلمانوں کی بت پرستی کرنے اور برہمن سے اعتقاد

...ئے اور طرح طرح کے کفر کے کام میں اور کفر کی رسم و رواج میں گرفتار رہنے اور عجیب
...زمانہ میں صریح کفر کرنے اور کفر کی بات بکنے پر مولوی اور دنیا دار اہل سنت میں عید
...زیادہ خوشی کرنے کا ان کا مذاکرہ میں تو فی الحقیقت مذکورہ باتوں کے حق میں محمدیہ
طریقہ میں بیعت کرنا بیعت اسلام کی ہے اور یہ بات ہر خاص و عام پر روشن ہے کہ جو
شخص اس طریقہ میں بیعت کرتا ہے وہ ہر قسم کے کفر اور شرک کو اور تعزیہ داری اور
رسوم تیجا اور رسمی فاتحہ کو دل سے پہلے چھوڑ لیتا ہے تب اس طریقہ میں بیعت کرتا
ہے۔ تو بہر صورت مصداق ہمارے بیان کے اس طرح کی بیعت ایسے مذکورہ لوگوں
کے حق میں بالکل فرض ہے اور اس بیعت سے رہ گئے والے کے حق میں وہی حکم
ہے جو اسلام سے رہ گئے والے کے حق میں ہے اور ایک شخص جو پانچام کے اطراف کا رہنے
والا جو پہلے ناصبی مذہب تھا پھر طریقہ محمدیہ میں داخل ہوا پھر بدعتی ہوگیا اور بعضی بعضی
...ل گناہوں کی بھی اسمیں موجود ہے اس نے حضرت مرشد برحق کے طریقہ والوں کو
...بلا کھلی کا ذکر کرنا شروع کیا اور اس طرح کی عداوت طریقہ محمدیہ سے اس بدعتی کے
...دل کا حال کسی نے ظاہر کیا چونکہ یہ بدعتی گروہ نفسانیہ رافضیوں کو بھائی ہے سگ زرد برادر
شغال اور تعزیہ داری مرثیہ خوانی میں رافضیوں کا مشغلہ ہے اس سبب سے اس نے
طریقہ محمدیہ سے بڑی عداوت ظاہر کیا اور یہ آیت اس کے حق میں ٹھیک پڑی نے اللہ
تعالیٰ نے سترہویں سیپارہ و سورۂ حج میں خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃَ ذٰلِکَ هُوَ
الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ گنوائی دنیا اور آخرت بھی ہے ٹوٹا صریح اجی۔ طریقہ محمدیہ کی
خوبی اور اسکے دشمنوں کی برائی دریافت ہو جانے اور وسوسوں کے دفع ہو جانے کو
واسطے اسقدر کفایت ہے آب چار نصیحت لکھتے ہیں کہ ہم اپنے بھائیوں کے شبہہ کو دفع کرنے
...اور طریقہ محمدیہ کے سلوک کا بیان قریب ہی دوسری فصل میں کریں گے
...ب طریقہ محمدیہ کی خوبی اور بھی کھل جاوے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ **پہلی نصیحت**

استمداد لگنے کا سبب ہوا کہ دشمنوں کے وسوسہ ڈالنے سے طریقہ محمدیہ کے مریدوں کو
بھی شک ہوئی اور اس طریقہ پر اعتراض کرنے لگے اور یہ اعتراض مرید کے حق میں
قاتل ہے اسکو مکتوب ہشتاد و ہشتم میں دیکھیں اور اسکا خلاصہ یہ ہے فرماتے ہیں اعتراض
پر بعضے اسرار والوں پر خصوصاً ان لوگوں پر کہ جن سے پیری اور مرشدی کا نام درمیان
میں آیا ہو اور ان سے فائدہ لینا چاہتا ہو کرنا چاہیے اور اس اعتراض کو زہر قاتل
معلوم کرنا چاہیے انتہی سو الحمد للہ کہ اب شک رفع ہو جاویگی اور اعتراض کرنے والے
نادم ہو کے توبہ کرینگے۔ **دوسری نصیحت** اب جو لوگ حضرت مرشدنا
کے کسی خلیفہ سے مرید ہیں اور اپنے مرشد کا نام چھپا کے اپنے تئیں حضرت مرشد برحق
کے خلیفہ کہتے ہیں وہ بھی اسی اعتراض والوں میں داخل ہیں کیونکہ اپنے مرشد کو وہ حقیر
جانتے ہیں سو وہ لوگ اس حرکت ناشائستہ سے توبہ کریں اور اس زہر قاتل کو سمجھیں
اور جو منافق کہتے ہیں کہ حضرت سید احمد نے سیکڑوں آدمی کو ناحق کٹا دیا
دنیا کی طمع سے سو انکے برے حال بہت اور [illegible] کے نام کرنے والے سنت
کے تابع [illegible] کامل شہید اکبر اولاد رسول مرشد کامل سنت و جماعت مذہب کے
ہزاروں آدمی [illegible] شہید ہوئے امام مہدی زمانے کے حق میں ایسی بات سوائے
منافق [illegible] کے کون کہیگا اور ایسی بات کہنے والے پر وبال آنے کا خوف
ہے مشکوٰۃ میں ذکر کے باب میں من عادی لی ولیا الخ کو دیکھیں اور اس فقیر نے
خوب تامل کیا تو ایسی بات کے کہنے والے پر آخر کسی آفت کا آنا دیکھا ہے طریقہ محمدیہ
کا مرید اگر ایسی بات سنکے ناراض نہ ہو تو وہ بھی اس منافق اعتراض کرنے والے میں داخل
ہوا۔ **تیسری نصیحت** بعضے جاہل کہتے ہیں کہ حضرت سید احمد کا طریقہ جو محمدیہ
ہو گیا چشتیہ قادریہ نقشبندیہ وغیرہ طریقے محمدیہ نہیں ہیں تو انکا جواب یہ ہے کہ کسی
چیز پر اسکے مشہور نام کے بولنے سے دوسری چیز سے اس مشہور نام کی نفی نہ

ثابت ہوتی مثلاً ایک طریقہ محمدیہ کہا تو دوسرے طریقے کے محمدیہ ہونے کی نفی ثابت
نہ ہوگی اور اگر ایسا ہو تو اسمیں نفی ثابت ہوئی تو محمد رسول اللہ کہنے میں جھوٹ اور کفر
ہونا لازم آتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کہنے سے دوسرے رسولوں کے
رسول ہونے کی نفی ثابت ہو جاتی اور [illegible] جھوٹ اور کفر ہو جاتا یہ مضمون نور الانوار میں
لکھا ہیں اور بعضے لوگ جو کہتے ہیں کہ یہ طریقہ قدیم سے تھا یہ پانچواں طریقہ محمدیہ
کہاں سے نکلا سو یہ بات کہنا نادانی کا سبب ہے قدیم سے بہت سے طریقے مشہور ہیں
ان چار کے سوا اور یہ جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ چار ہی ہیں [illegible] زیادہ اور سو زیادہ [illegible]
یہ بات ان لوگوں نے اپنی تجربہ اور واقفیت کے موافق کہا ہے زیادہ اور یہ بات [illegible]
قیامت تک نکلتے جاوینگے [illegible] زیادہ [illegible] طریقہ [illegible] اس بات کا بیان دوسری
فصل میں معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ **چوتھی نصیحت** [illegible] کے
دوسرے باب کی دوسری فصل کی ابتدا اول کی تیسری تنبیہ میں جو لکھا ہے قولہ

اجمال اتباع مذاہب اربعہ [illegible] در تمام اہل اسلام است بہتر و خوب است الی قولہ
و مقلدان [illegible] محتاج آنگاہی بر آن نیستند۔ سو بعضے لوگ
سوال کرتے ہیں کہ اس عبارت سے لا مذہب لوگ اپنی لامذہبی کی بات سمجھتے ہیں اور
بعض لوگ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مرشد برحق بھی لامذہب تھے اور یہی عبارت لامذہبی
کی جڑ ہے۔ سو انکا جواب یہ ہے کہ اسی کتاب کی عبارت سے انہیں چاروں مذہب کا لکھا
اور جیسا تمام اہل اسلام میں رائج ہے کہ چاروں مذہب میں سے ایک ہی ایک مذہب کو
لوگ اختیار کرتے ہیں اور پانچویں مذہب سے کام نہیں رکھتے اور ابتدا سے آج تک
جاری ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع اور تعامل ناس سمجھا گیا اور یہ بات فقہ اصول
فقہ کے موافق ہے اور باقی حدیث پر عمل کرنے کی اجازت جو دی ہے سو اسی شخص کو ہے
جسکو علم اور قدرت استنباط کی حاصل ہو جیسا کہ اگلے سباق سے عیان

ظاہر تھا اور یہ مضمون مقامہ تمہید کے ہشتمین باب کے جو ذیل قول مین مقلدون
کے حق مین جو لکھا ہے اور بسا اوقات طلب اور تلاش کرنا ترجیح کا واجب ہو سوائے
موافق ہو اور میزان شعرانیہ کے موافق ہو تو ان پر کچھ اعتراض باقی نہ رہا نسیم الحرمین
مین مقام مرقوم دیکھین اور مدارج النبوۃ مین جو لکھا ہے کہ کلمہ طیب مین دو توحید
ہین ایک توحید رسول کے بھیجنے والے کی ربوبیت مین اور دوسری توحید رسول
کی متابعت مین سو اسی توحید کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے او
ظاہر کرنے کو مہاجرین اور انصار کے روبرو حضرت عمر نے جو کہا تھا کہ تم لوگ
مجکو خبر دو کہ اگر مین دین کے بعضے امور مین آسانی کا حکم نکالون تو اُسوقت تم لوگ
کیا کرو گے تب لوگ چپ رہے جب دوسری بار یہی بات کہی تب بشیر ابن سعید نے
کہا کہ اگر تو ایسا کرے تو تجکو ہم ایسا سیدھا کرین جیسے کوئی تیر کو سیدھا کرتا ہے
اور اس قصہ کو ازالۃ الخفا مین لکھا ہے اسی ادب کی نگاہ رکھنے کیواسطے مجتہد امام
لوگ اپنے شاگردون کو جو مجتہد نہ تھے فرماتے تھے کہ تم لوگ ظاہر کتاب اور سنت پر چلا
کرو اور جب ہمارے کلام کو دیکھو کہ کتاب اور سنت کے خلاف ہے تب عمل کرو کتاب
اور سنت پر اور ہمارے کلام کو دیوار سے مارو اور اس قصہ کو عارف صمدانی نقشبندی
عبد الوہاب شعرانی نے میزان شعرانیہ مین لکھا اور کہا کہ یہ بات اسی واسطے کہا کہ
امت لوگ احتیاط کرین بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب سکھانے کو تاکہ
کوئی انکی شریعت مین کچھ زیادہ نہ کرے یہانتک مضمون ترجمہ میزان مین دیکھین انتہی
تو حضرت عمر اور امام لوگ سب متابعت رسول کے رکھنے والے تھے مگر اسی توحید کی تعلیم
کیواسطے خاص لوگون سے حضرت عمر نے کہا کہ اگرچہ مین خلیفہ ہون مگر مین بھی جب
خلاف کرون تو مجکو بھی نہ چھوڑو اور امامون نے بھی اپنے مجتہد شاگردون سے
ایسی بات کہا اور تصوف کی کتابون کا چونکہ اصل مقصد اتباع ہے اسواسطے وہ لوگ

وہ مضمون کہ رفع حجت سے کچھنے یہ صراط المستقیم مین بھی آئی دوسری توحید کی تعلیم
کیواسطے کی ہے جو اوپر صراط المستقیم پر واقع ہوگیا سو وارث المعارف اور میزان شعرانیہ
مین واقع ہوگا فرق اتنا ہے کہ ان دونون مشہور کتابون مین اس بیان کے بیچ تنبیہ
مجتہد کا ذکر کیا اسواسطے کہ اس وقت مین لا مذہبون کا یہ سب فساد نہ تھا اور حضرت
مرشد کو لا مذہبون کا فساد معلوم تھا اسواسطے اپنے کلام مین ذکر مجتہد و مقلد وان کی توقیر
کرنے کا اپنے مجتہد کی اور اس بات سے بالکل لامذہبی کی جڑ کٹ گئی مگر سچ ہے بیت

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد	عیب نماید ہنرش در نظر

اور یہ سب وسواس اور لغو خیالات سوا لینے بڑے علماء کو ہی پایا جاتا ہے وہ لوگ صحیح کی
شرح بنائیت کتب مجتہد ان زمانی یاد مین رکھے بڑے علماء سے اگر یہ مفسد خوف نہ
ہوتے۔ یہ بات ہوئی ان مفسدون کے فساد کے سبب سے یہ خاکسار تو ہمیشہ
وعظ مین مراقبہ اور فنا اور بقا وغیرہ باتون کے بیان اور تعلیم کرنے سے باز
رہتا ہے اور بڑے علماء کے وسواسون کا دفع کیا کرتا ہے اور اس ملک کے وعظون کا مقصد
یہی ہے کہ جب کوئی شخص دین اور مذہب کے خلاف کوئی بات تعلیم کرتا ہے تب عوام
سے قبول کر لیتے ہین اور اس شخص سے دلیل نہین مانگتے پھر جب علمائے دین اس
بات کو معلوم ہوتے چاہتے ہین تب ان سے لڑتے ہین اور اس بری بات پر اڑے رہتے
ہین اور دین مین خرابی ہوتی ہے الحمد للہ چونکہ اس ناچیز کو ہادی حقیقی کی طرف سے
ان سب فسادون کے مٹانے کی خدمت سپرد ہے جب یہ فقیر ناچیز اس فساد کے
مقام مین جاتا ہے تب ہادی حقیقی نے جو فرمایا ہے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اور کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ
ہے نکل جانے والا انتہی۔ تب وہ ہادی حقیقی اس آیت کا مضمون ظاہر کرتا ہے
والحمد للہ علی ذلک اب امید ہے کہ مسلمان بھائی اس مضمون پر غور کرین

اپنے شہر کا حال تو جانتے ہی ہیں دوسرے شہر کا حال بھی تحقیق کرلیں اگر ہماری یہ بات
سچ ہو تو اس سے بھی طریقۂ محمدیہ کی مقبولیت اور فضیلت دریافت کریں اور بُرے علما کا
حال حدیث میں آ موجود ہی ہے دین کے پیشواؤں نے سابق میں بھی بُرے علما
کی برائی بیان کیا ہی اور اُس سے ہٹا ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو مکتوبات مجدد و معصوم میں دیکھ
لیں انکا خلاصہ یہ ہی کہ بُرے عالم کی صحبت سے پرہیز کرنا فرمایا ہی اور لکھا ہے کہ
اگلے زمانے میں علما کے اختلافات نے عالم کو بلا میں ڈالا اور وہی صحبت درست
ہے بُرے عالموں کی صحبت سے دین رواج کیا پاویگا انکی صحبت سے دین کی
خرابی ہوگی اللہ سبحانہ پناہ میں رکھے اس بلا سے اور بُرے عالموں کے فتنے سے
پھر آگے پچھلے ایک قصہ لکھا کہ ایک بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ اور بے کار
بیٹھا ہی تب اس بات کا بھید ابلیس سے پوچھا اُسنے کہا کہ اسوقت کے عالم لوگ ہمارا
کام کرتے ہیں وہ بھکانے اور گمراہ کرنے کے واسطے وہ لوگ کافی ہیں انتہی۔ اب
ہر صورت میں ایسے زمانے میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنا [illegible]
ہے اور وہ چلنا ماننا فقہ عقائد تصوف پر عمل کرنے سے ہوگا اور یہی کا نام طریقۂ
محمدیہ ہی اور یہ بات خوب ظاہر ہے کہ اس ملک اور اس زمانے میں جب کوئی شخص
اور بُرے علما کے کید سے بھاگتا ہے تب صرف طریقۂ محمدیہ میں داخل ہوتا ہے
اور فقہ عقائد تصوف وغیرہ کتابیں اہل سنت وجماعت کے مذہب کی وہی سب
کتابیں تصوف شافتوح الغیب اور قول الجمیل وغیرہ تصنیفات حضرت شاہ ولی اللہ
محدث کی تصوف میں اور مکتوبات مذکور طریقۂ محمدیہ کی کتاب میں اور حضرت مرشد
برحق کا جو خلافت نامہ ہر جگہ پر موجود ہے بس اُسکا مضمون یہ وہی طریقۂ محمدیہ
ہے۔ عوام لوگ طریقۂ محمدیہ کی حقیقت سے واقف نہ تھے اس سبب سے
مفسدوں کے وسواس ڈالنے سے طریقۂ محمدیہ کے نام میں شبہ کرنے لگے

آئے سو الحمد للہ کہ اب طریقۂ محمدیہ کی حقیقت خوب خوبی معلوم ہوگئی اور حقیقت میں یہی
مذہب میں سنت است جو سورۂ حشر کی اس آیت پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے
جس کا نام طریقۂ محمدیہ ہے وہ آیت یہ ہے وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا
نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اور جو دے تمکو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے
سو چھوڑ دو انتہی۔ اب اس طریقۂ محمدیہ کے سلوک کا بیان سنو۔

دوسری فصل سالک کو جن باتون کا پانا ضروری ہے اُنکی توضیح
کے بیان میں اور تصوف کے مشکل مسائل کے حل کرنے اور اُنکی حقیقت کے کھولنے
کے بیان میں۔ اور اس فصل میں آٹھ ہدایت ہے

پہلی ہدایت

طریقۂ محمدیہ کو اصل مقصود سمجھ کے سلوک اختیار کرنے کے طریقہ کے بیان
میں۔ تو اب سنو طریقۂ محمدیہ کو اصل مقصود بموجب اس آیت قُلْ اِنْ كُنْتُمْ
تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہے اور اتباع کی اصل یہ ہے کہ سارے کام میں خواہ وہ کام دنیا کا ہو خواہ دین کا
خواہ عادت کا ہو خواہ عبادت کا پیروی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرے
تب شریعت کی پیروی عادت کو عبادت کر دیتی ہے اور باطن کو روشن کر دیتی ہے
اور بندہ کو یہ بات یاد رکھنی ہے کہ ہم بندے ہیں چنانچہ اس پیروی کی حقیقت انشاء
اللہ تعالیٰ تیسری فصل میں معلوم ہوگی اب اس پیروی کا باعث ہر ایک سچا ایمان اور
اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور یہ دونوں بات ذکر اور مراقبہ سے حاصل ہوتی ہیں اسواسطے
ذکر اور مراقبہ کا بیان ہم شروع کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ذکر اور مراقبہ جیسا کہ
قول الجمیل اور صراط المستقیم اور زاد التقوی وغیرہ معتبر کتابوں میں ہے اور یہی کہ
سیر اور سلوک بھی لکھتے ہیں سو مرشد کامل سے اُنکو سمجھ کے مطابق عمل کرے اور
اس فصل میں ہم پیشتر مسئلہ اور فقرا کے سلوک کی باتیں لکھتے ہیں سو باقی باتون کو

زاد التقوی وغیرہ پر حوالہ کرین گے اور اکثر بلکہ بالکل مضامین حضرت شیخ احمد سرہندی
مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات کے جلد اول سے ہین کہ اختصار کر کے
لکھین گے اور اگر کہین جلد ثانی کے مکتوب مین سے کچھ لکھین گے تو وہان جلد ثانی
کا نام لکھ دین گے اور جو مسئلے عقائد کے مکتوبات مین ہین سو بہت معتبر ہین
چنانچہ علما خود دیکھا تے ہین اور انہین مکتوبات سے جب جسے کوئی مضمون لکھا تو گویا
عقائد اور معاملہ کی سیکڑون کتابون سے لکھا۔ اب پہلے جاننا چاہیے کہ موافق مضمون
عوارف المعارف اور قول الجمیل کے جسکو رتبہ مشیخت کا حاصل ہو اُسکو مرشد و فقیر کرا
یہ بات تو سب کوئی جانتا ہے مگر اس مقدمہ مین جو ضروری بات ہے اُسکو مکتوب بست و سیوم
مین لکھا ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کھیتی ہے سو آخرت کی کھیتی کرنے کے واسطے ہے سو جو
شخص کہ اپنی استعداد کی زمین کو معطل اور بیکار رکھے اور اپنے اعمال کے تخم کو ضائع
کرے تو اسکے واسطے سخت عذاب ہے اب جاننا چاہیے کہ زمین کا ضائع کرنا اور معطل
رکھنا یہ ہے کہ اپنی استعداد کی زمین مین کچھ نہ بوے یعنی کسی مرشد سے سلوک
کی راہ نہ سیکھے اور گندہ خراب ڈالنے یعنی تخم بوے یعنی برے ناقص مرشد سے سلوک
سیکھے اور اس قسم کا ضائع کرنا یعنی برے مرشد سے مرید ہونا اور اُس سے سلوک
سیکھنا پہلے قسم کے ضائع کرنے سے یعنی مرید ہونے اور سلوک نہ سیکھنے سے بہت
بڑھ کے برا ہے اور اپنی استعداد کو سخت ضائع کرنا اور فساد برپا کرنا ہے اور یہ
بات تو خوب ظاہر ہے کہ تخم کی برائی اور اُسکا فساد یہ ہے کہ ناقص سالک سے مرید
ہو اور اُس سے سلوک سیکھے اور اُسکے موافق سلوک اختیار کرے یعنی ذکر اور مراقبہ
شغل اور غوری وغیرہ یا نفس کی عقل کے موافق اختیار کرے یعنی سوا اسکے کہ مرشد
سے حاصل کیا ہے تو خواہش نفسانی کا اتباع ہے اور جس چیز مین خواہش نفسانی
[illegible] فقر [illegible] خواہش نفسانی کی تابعداری ہے مدد

ری ہے جیسے مرید کرنا یکی پرنا بھی حاصل ہوتی ہے اور آگے سے بھی زیادہ خراب
ہوا ہے ناقص مرشد نے بعضون اور مریدون کی استعدادون کے مختلف ہونے کو
پہچانا نہین اور اُسکو اس بات کی تمیز نصیب ہوئی بس وہ بغیر پہچانے سکے ہوے پہلے
ہی اُسکو اپنا طریقہ سکھاتا ہے اور مرید کو راہ سے گمراہ کر دیتا ہے جیسا کہ آپ گمراہ ہو چکا
ہے ۔ تو اب ایسے مقام مین مرشد کامل مکمل یعنی جو شخص آپ کامل ہے اور مرید کو کامل
کرنے جانتا ہے جب اس طالب کو تربیت کرنے اور سلوک سکھانے اور صحیح طریقہ
بتلانے چاہے گا تو پہلے اُسکو اس بات کی حاجت پڑیگی کہ اُس طالب نے ناقص
مرشد سے جو راہ اور طریقہ پایا ہے اُسکو پہلے دور کرے اور نکال پھینکے اور اُس طریقہ کے
سبب سے جو طالب بگڑ گیا اور گندہ ہو گیا ہے اُس بگاڑ اور گندہ پن کی اصلاح کرے
یعنی اُسکو سنوارے اور درست کر دے تب اسکے بعد اچھا تخم اور نیک تخم مرید کی
استعداد اور لیاقت کے موافق مرشد کی استعداد کی زمین مین بووے تب
وہ تخم بڑی خوبی کے ساتھ اثر کریگا پھر اس مقام مین جو آیت کا ترجمہ لکھا ہے اُس آیت
کو پوری لکھ دیتے ہین وہ یہ ہے کہ اور اُسکا ترجمہ اور فائدہ ترجمہ ہندی سے
لکھتے ہین فرمایا اللہ تعالی نے سورہ ابراہیم مین اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً
كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ
رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ
كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ تو نے نہ دیکھا
کیسی بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک بات ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اسکی
جڑ مضبوط ہے اور ٹہنی آسمان مین لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اور
بیان کرتا ہے اللہ کہاوتین لوگون کو شاید وہ سوچ کرین اور مثال گندی بات
کی جیسے درخت گندہ اکھاڑ لیا اوپر سے زمین کے کچھ نہین اُسکو ٹھہراؤ

ف مسلمانون کا دعوی درست ہے جسکی دلیل صحیح ہے اور ظل مجاز رکھتا ہے
اور وزیر وزیر چہنا ہی اور کافرون کا دعوی جڑ نہین رکھتا۔ تھوڑا دہیان کرنے سے
غلط معلوم ہونے لگتا اور دل مین اوس سے کچھہ نور نہین آتے۔ پھر آگے
فرماتے ہین سو صحبت شیخ کامل مکمل کی کبریت احمر ہے نگہ کیمیا شیخ نے نظر اسکی دعا
ہے اور بات اسکی شفا ہی اور [illegible] النقاد یعنے مرشد موصوف
کی صحبت کے سوا جو ہے سو خار ناک درخت پر ہاتھ لگانا ہے یعنی خاردار درخت
کی شاخ پر ہاتھ لگانا اس غرض سے کہ اسکے پتے جھڑ پڑین سو اسمین اسکی غرض کے
الٹے ہو جاتا ہی کہ لگنے والے کے ہاتھ مین کانٹا چبھتا ہی یعنے ناقص مرشد سے
مرید ہونے مین بھلے کا برا ہو جاتا ہی اور ثابت رکھے ہمکو اللہ سبحانہ اوپر
شریعت مصطفویہ کی اور پر اُس شریعت کے ایک پر مبادی اور سلام اور تحیہ اُسکو
کہ شریعت سارے کام کی درستی کا باعث ہی اور نجات اُسی پر ٹھہری کی [illegible]
اسی پر مقرر ہی اور کسی نے کیا خوب کہا ہی فارسی مین ۔ بیت

محمد عربی کابروی ہر دو سرا است	کسیکہ خاک درش نیست خاک برسر ا

انتہی۔ اور شیخ کامل مکمل کی صحبت کی خواہش دلانے اور ناقص مرشد کی صحبت
پرہیز کرنے کا بیان مکتوب شصت و ہفتم مین بھی لکھا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ
بسبب کمال دنارت اور خساست اور گرفتار ہونے دنیا ہونے کے طالب گرفتہ
اندیس عز سلطانہ مین کوئی مناسبت نہین ہی اسواسطے ایک برزخ ذی جہتین
یعنے ایک شخص درمیانی اللہ سبحانہ اور مرید کے درمیان مین درکار ہے اور
درمیانی شیخ کامل مکمل ہے اور اللہ تعالی کی طلب مین خلل پڑنے کا بڑا قوی سبب
اُس ناقص شیخ کے پاس رجوع کرنا ہی جس نے سلوک اور جذبہ کے ساتھ اپنے
کو پورا کر کے ناحق مرشدی کی مسند پر بیٹھا لیا ہی سو اسکی صحبت طالب کیلیے ایسا

زہر قاتل ہی اور ایسے مرشد کی طرف رجوع کرنا مرض مہلک ہی اور طالب کی بلند ہمتی
اسکی صحبت پست کر دیتی ہی اور بلندی سے پستی مین ڈال دیتی ہی۔ مثلاً جو مریض
کہ ناقص طبیب کی دوا کھاتا ہے وہ اپنے مرض کے زیادہ ہونے مین کوشش
کرتا ہی اور اسمین اُس مرض کے دور ہونے کی جو قابلیت ہی سو اُسی قابلیت کو ضائع
کرتا ہی اور اگرچہ وہ دوا شروع مین ایک طرح کی تخفیف بخشتی ہے لیکن فی الحقیقة
اُسمین ضرر بھرا ہی اگر قضا را مریض طبیب حاذق کے پاس پہنچے گا تو وہ طبیب پہلے
اُس ناقص طبیب کی دوا کی تاثیر دور کرنے کی فکر کرتا ہے اور مسہلون سے معالجہ
کرتا ہے اور اُس تاثیر کے دور ہونے کے بعد اُس مرض کے دور ہونیکی فکر کرتا ہی
ان بزرگوارون کے طریق کا مدار صحبت پر ہے قدس اللہ اسرارہم اور کہنے سننے کو
یعنے زبانی باتون سے اور ٹر مارنے سے کوئی کام نہین نکلتا بلکہ طلب مین سستی
پیدا ہوتی ہی انتہی جب یہ سب مضمون ذہن نشین ہوا تو اب خوب جانو کہ اس زمانہ مین
اس ملک مین جیسے مرشد کامل مکمل حضرت مرشد برحق تھے ویسا دوسرا نظر نہین پڑتا
الا ماشاء اللہ اور انکا طریقہ فی الحقیقة طریقہ محمدیہ ہی اور اس طریقہ مین داخل
ہونا بلاشبہہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی خاک ہونا ہے اور دو
طریقے بھی بلاشبہہ مقبول ہین مگر اس ملک مین اُنھی طریقہ کے خلیفہ لوگ ایسے نظر نہین
پڑتے کہ فقہ عقائد تصوف کے موافق انکا عمل ہو بلکہ معاملہ برعکس نظر پڑتا ہی کہ ان
تینون علوم پر عمل کرنیوالون سے وہ لوگ بالکل ناراض ہین اور طرح طرح سے [illegible]
یا انکار سے ان تینون علم پر عمل کرنے والون کو کہ وہ لوگ اس ملک مین طریقہ
محمدیہ والے مین برا کہتے ہین اور اپنا یہ حال بنائے ہین کہ کوئی کسی بدعت مین گرفتار ہے
کوئی کسی بدعت مین اور اُسی بدعت مین اُنکی عمر گذری جاتی ہی یہانتک کہ باوجود
دعوی صوفی ہونے کے تصوف کی کتاب مثل عوارف المعارف اور تعرف اور امام

قشیری کے رسالہ اور فتوح الغیب کا مضمون سُننے لگ ہو جاتے ہیں کیونکہ کتاب
آنکھ رو میں ہیں اس سے زیادہ ہمکو لکھنے کی حاجت نہیں لوگ خود ناقص اور کامل
مرشد کو پہچان کے ناقص سے پرہیز اور کنارہ کرین اسواسطے اچھے لوگ ہر طریقہ
والے اس طریقہ محمدیہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور اس خاکسار نے ہزاروں
میں سے صرف دو آدمی کو نشا میں گرفتار اور مجذوب پایا ایک کو اس خاکسار نے
خود دیکھا کہ پہلے کسی راگ سُننے والے درویش کا مرید تھا بعد اسکے حضرت مرشد
برحق سید احمد قدس سرہ کا مرید ہوا بعد لیٹنے ملک میں جا کے لوگوں کو مرید کرنا
اور راگ سُننا اور زبردستی بناوٹ سے حال لانا تعلیم کیا اور طریقہ محمدیہ کی تعلیم سے
بجز واسطہ رکھا یہانتک کہ اپنے مرید کو شجرہ جو دیا تو اسمین فقط اپنے اُس راگ
سُننے والے مرشد کا سلسلہ لکھا حضرت سید صاحب کا سلسلہ نہ لکھا اور ایک
آدمی کا حال سُنا کہ پہلے حضرت مرشد برحق سے مرید تھا اُن کے جہاد میں جانے
بعد دوسرے شخص سے بیعت کیا اور شغل اشغال کی تعلیم ناقص طور سے کرتا رہا
اور طریقہ محمدیہ سے بالکل علاقہ نہ رکھا سو دونوں کے حال لکھنے کی حاجت نہیں
اللہ غفور رحیم ہے اُن دونوں کو بخشے ایسے لوگوں کا حال دیکھ کے ایک بڑا
اچھے مسلمان نے لکھا کہ پیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے پھر کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا بہت
برا ہے اور حقیقت میں وہ لوگ نام کی نہیں ہیں خدا جانے کیونکر ہے ہیں یا جب
بھی نہیں ایسے ایسے لوگوں کا حال لکھنا فقط اسواسطے ہے کہ لوگ ہوشیار کریں اور
حقیقت یہ ہے کہ طریقہ محمدیہ میں داخل ہونے سے غالب سارے طریقوں میں داخل
ہو جاتا ہے اور طریقہ محمدیہ کے انکار کرنے سے سارے طریقوں کا انکار لازم
آتا ہے کیونکہ طریقہ محمدیہ سارے طریقوں کا خلاصہ ہے جیسا کہ شریعت محمدی سارے
شریعتوں کا خلاصہ ہے اور جناب اس شریعت کی گویا تابع ہے ساری شریعتوں کی

…یں مضمون کو مکتوب نمبر دوسم اور نمبر ہفتم میں دیکھیں بعد طریقہ محمدیہ کی بنا ہے
…اح شریعت محمدیہ پر اور اسکے سلوک کی بنا ہے دونوں جناح یعنے دونوں بازوؤں کے
…تھ عالم حقیقت میں طیران کرنے پر سو اسکا بیان یہ ہے

دوسری ہدایت

…یقہ محمدیہ کے سلوک میں بموجب مضمون خاتمات نامہ کے جو بات ضروری ہے وہ اصل
…ہے سو اسکا بیان مکتوب نود و یکم اور نود و چہارم میں دیکھو اسکا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے
…عقائد کو صحیح کرنا ہے موافق رائے علماء اہل سنت و جماعت کے جو فرقہ ناجیہ
…ہیں۔ اور دوسرے عمل کا بجا لانا بموجب احکام فقہیہ کے بعد جان لینے اُن احکام
کے جو فرائض اللہ اور سنتیں اور واجبات اور مستحبات اور حلال ہے حرام اور مکروہ اور مشتبہ
…ن سے ہیں جب یہ دونوں بازو اعتقادی اور عملی میسر ہوئے تب اگر اللہ جل سلطانہ
…ی توفیق مدد کرے تو عالم حقیقت میں طیران کرنے اور اُڑنے سکتا ہے اور بغیر
حاصل ہونے ان دونوں بازوؤں کے عالم حقیقت میں پہنچنا محال ہے۔ بیت

محال است سعدی کہ راہ صفا		توان رفت جز در پئے مصطفیٰ

…مقصود اعمال شریعت اور احوال طریقت اور حقیقت سے تزکیہ یعنے پاک کرنا نفس
اور تصفیہ یعنے صاف کرنا قلب کا ہے جب تک نفس پاک نہو جاوے اور قلب صاف
…ا نکرے تب تک ایمان حقیقی کہ جسکے اوپر نجات موقوف ہے میسر نہو اور یہ معنی
…سب کی اُسوقت حاصل ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہرگز دل میں خطرہ نکرے
…ہزار سال گزر جاوے غیر اللہ کو دل میں نہ آوے اسواسطے کہ اسوقت میں اُنکو
…سوا اللہ سے پر نسیان میسر ہوا ہے اگر بہ تکلف دل کو ماسوا اللہ یاد دلاوین
…نکرے اس حالت کو فنا بولتے ہیں اور یہ اس راہ میں قدم اول ہے دیکھو
…سط الفناء نہی غرض الفناء کے معنی اوپر لکھے گئے یعنی پہلے کا برا ہو یا…
…ب جو شخص فقہ پر عمل نکرے یا اُسکا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے

خلافت ہو وہ شخص طریقۂ محمدیہ کا امام ہے سبحان اللہ اسی سبب سے اس طریقہ
میں داخل ہونے کا شوق خواہ مخواہ حق کے طالب اخلاص والے کے دل میں جوش
مارتا ہے اور اسیواسطے ہر طریقہ کے بزرگین تبرکاً اس طریقہ میں بیعت کر لیتے ہیں اور جو شخص
جسکو اخلاص اور مقام عبودیت کا حاصل کرنا منظور ہے وہ شخص خواہ مخواہ اس طریق
میں داخل ہوا چاہے اسی واسطے حضرت مرشد برحق کے مرشد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
محدث دہلوی قدس سرہ کی اجازت سے اُن کے مرید لوگ حضرت مرشد
برحق سے بیعت کئے اور حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ جو مرشد برحق سے بیعت
کرنے کی خواہش رکھتے تھے اُسکا ذکر ہم قریب ہی کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ
اور چونکہ اس دورہ کے مجدد اور صاحب طریقہ حضرت مرشد برحق ہیں اسواسطے
اُن کے طریقہ سے فیض لینا اچھے لوگوں اور اخلاص والوں کا کام ہے اور حق
یہ ہے کہ اس زمانے میں اُن کے طریقہ کا فیض سبکو پہنچتا ہے گو کہ اُن کو خبر ہو
اس بات کی مثال الطاف القدس میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ
نے لکھا ہے کہ آفتاب خربوزہ اور تربوز کو پختہ کرتا ہے گو کہ آفتاب نجانے
کہ زمین میں خربوزہ بویا ہے اور گو کہ خربوزہ نجانے کہ اُسکا پختہ ہونا آفتاب کی تاثیر
سے ہے اور اس بیان کی حقیقت صراط المستقیم میں پانچویں افادہ مذکورہ میں مقام
رابعیت ادوار و اطوار کے بیان میں دیکھیں اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب ایک دورہ
تمام ہوتا ہے اور دوسرے دورہ کا شروع نمود ہوتا ہے تب ایک شخص
جو بڑا کامل ہوتا ہے اُسکو پیدا کر کے حق سبحانہ سابق کے دورہ کی ہدایت کو زرد
کر دیتا ہے اور اُسکو نیا زمان مقرر کر کے آدمی لوگوں کو نئی احکامات کی طرف یعنی
دین کی تازگی کرنے والی نئی ہدایت کی طرف دعوت فرماتا ہے اور اُس بڑے کام
شخص کو اُس دورہ کی امامت بخشتا ہے اور سارے اہل کمال جو اس دورہ میں

ہوتے ہیں در حقیقت اُس امام کے تابعدار ہوتے ہیں اگرچہ وہ اہل کمال اُس
امام کو جانیں یا نجانیں جو اہل کمال کی تابعداری کا جو بیان کیا ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے
یہ ضرور نہیں کہ یہ سب اہل کمال اُس امام کے خلیفہ یا شاگرد ہوں بلکہ جس خدمت
کے واسطے وہ امام پیدا ہوا ہے اور اُس خدمت کے مناسب جو علوم اللہ تعالیٰ نے
اُس امام کے دل میں ڈال دیا ہے اُس کے دل میں ڈالنے کے بعد وہی علوم
اُن اہل کمال کے دل میں ڈالا جاتا ہے اور سارے ملک کے اہل کمال بھی اُسکو
جاری کرنے لگتے ہیں جو بات وہ امام جاری کرتا ہے۔ اب اگر آدمی تھوڑا سا
انصاف سے غور کرے تو سمجھ جاوے خلاف ڈھول باجے بھی فاتحہ وغیرہ بات
کہ جو حضرت مرشد برحق مٹاتے تھے تو دوسرے بزرگین ہندوستان و بنگالہ
کے بھی اسکو مٹانے لگے باوجودیکہ حضرت مرشد برحق سے اُن سے ملاقات نہیں
ہو سکی اسکے اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہ وہ بزرگین اسمیں حضرت مرشد برحق کی
موافقت اور تابعداری کرتے تھے اُسکے بیان کا موقع نہیں۔ بیت

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز	ورنہ در محفل رندان خبری نیست کہ نیست

اور اس مضمون کو اگر کوئی اور بھی تفصیل کے ساتھ دریافت کیا چاہے تو تفہیمات
جو بڑی عمدہ کتاب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کی تصنیف ہے اسکے
پہلے مجموعہ میں دیکھے اُسکا خلاصہ ہم شرح کر کے لکھتے ہیں تاکہ سبکی سمجھ میں آوے اور وہ
یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق کی ہدایت
کے واسطے نبی کر کے بھیجا تب اپنی ایک مدد اور عنایت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے دین کی حفاظت کیواسطے لگا رکھا اور فرمایا چودہویں سیپارہ سورۂ حجر میں
اِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۞ اور ہم آپ اُسکے نگہبان ہیں تاکہ سبب اُس مدد کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سارے دین پر غالب رہے اور جو کچھ کہ

اُس دین کے ظاہر کرنے سے عرب اور عجم کا درست کرنا مقصود ہے سو بخوبی
حاصل ہوا اور چونکہ دین کے ایک ظاہر ہے یعنے اُسکا ظاہری اسباب ہیں کہ
قرآن اور احکام شرعی ہے اور ایک باطن ہے یعنے اُسکا باطنی اسباب ہیں کہ
طاعت کے انوار اور آثار کا ظاہر ہونا اور مشاہدہ اور حق الیقین کا حاصل ہو
ہے بواسطے اللہ تعالیٰ کی مدد اور عنایت بھی دو قسم ہوئی ایک قسم یہ ہے کہ قرآن
اور احکام شرعی کو خوب جاری کریں اور اُسمین تحریف نہونے پاوے اور دوسری
قسم یہ کہ دین کی باطنی باتیں مانند مراقبہ اور مشاہدہ کے جو احسان کے مرتبہ میں داخل
ہیں لوگوں کو تعلیم کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوبی اس دونوں کو
انجام دیا پھر جب آنحضرت کا انتقال عالم علوی کی طرف ہوا تب بموجب وعدے
محافظت دین محمدی کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں میں یعنی خدا
دین میں یعنے دین کے علما میں جو دین کا بوجھ اوٹھائے ہیں بقدر اُنکی استعداد
اور لیاقت جبلی کے وہ عنایت ربانی ظاہر ہوئی اور اُن وارثوں کا بیان یہ
کرتے ہیں تب اُنہیں وارثوں میں سے ایک فرقہ موافق استعداد ازلی کے
اُس عنایت الٰہی کے نشانہ ہوئے یعنی وہ عنایت اُن کے شامل حال ہو
اُن سے ظاہر شرع کی محافظت کرانے کے واسطے اور وہ کون فرقے ہیں
اور محدثین اور غازی لوگ اور قاری لوگ ہیں سو اُن پر اللہ تعالیٰ نے عنایت
تاکہ یہ لوگ ہر زمانے میں اپنے اپنے زمانہ میں بڑی کوشش کریں کہ دین میں کوئی
تحریف نکر سکے اور دین کے حاصل کرنے کی رغبت اور خواہش لوگوں کو دلاویں
اور پھر سو برس کے سرے پر مجدد پیدا ہوتا رہے اور دین کو تازہ کرتا رہے
شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس بات کا بڑا بیان ہے اُسکے بیان کا دوسرا
ہے سو اُس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ مجدد لوگ جو پیدا ہوا کریں گے تو انکے

میں کہ یا تو ایک ہی مجدد دین کے سارے احکام کی موافقت کریگا اور یا الگ الگ ایک
احکام کی موافقت کیواسطے ایک ایک مجدد ہوا کریگا مثلاً قرآن شریف کے متن کی محافظت
کے واسطے قاریوں میں سے ایک مجدد ہوا کریگا ایسا ہی فقہا اور محدثین میں سے
ایسا ہی اسلام کو سرسبز رکھنے والے اہل اسلام کی ... کیواسطے غازی مجدد ہوا
کریگا ایسا ہی باطن شریعت کی موافقت کیواسطے جسکا بیان تصوف میں ہے صوفیہ
میں سے مجدد ہوا کریگا وعلی ہذا القیاس مثلاً لغت کے علم اور صرف نحو وغیرہ علوم
ادب کی موافقت کیواسطے مجدد ہوا کریگا ایسا ہی لکھا ہے اشعۃ اللمعات شرح
مشکوۃ میں — پھر شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور اُنہیں وارثوں میں سے
دوسرے فرقے موافق استعداد ازلی کے اُس عنایت الٰہی کے نشانہ ہوئے
دین کے باطن کے نگاہ رکھنے اور موافقت کیواسطے اور دین کا باطن جو ہے اُسکو
شریعت میں احسان کہتے ہیں اُسی کا بیان تصوف میں ہوتا ہے — سو اُس عنایت کے
فرقے پر عنایت الٰہی ظاہر ہوئی اسواسطے تاکہ ہر قرن میں یہ لوگ اُس زمانہ کے
لوگوں کے مرجع ہوں اور لوگ اُنکے پاس جمع ہوں اور اُنکو وہ لوگ طاعات
کے انوار حاصل کرنے اور طاعات کی حلاوت اور لذت پانے اور اچھی
خصلتیں اور بلند احوال کے حاصل کرنے کی کیفیت اور طریقہ تعلیم کریں حاصل
کلام کا یہ ہے کہ ہر قرن میں اولیاء اللہ میں سے ایک مرد پیدا ہوتا ہے کہ دین کا باطن
اور اُسکا مغز جو احسان ہے اُسکے سمجھانے اور مشہور کرنے کیواسطے اُس مرد میں
عنایت الٰہی ظہور فرماتی ہے اور اس کام کا سرانجام اُسکے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ
کرواتا ہے — بیت

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان ٭ مصلحت را تہمتی بر آہوی چین بستہ اند

یعنی حقیقت میں دین کے بس سب کام کا سرانجام دینا اللہ سبحانہ کا کام ہے

ہر صلوٰت کے واسطے ان سب دین کے منافعوں کو کہ جس نے وسیلہ مقرر کیا ہے
پھر جب یہ مضمون اولیاء اللہ میں سے کسی ولی میں ظاہر ہوتا ہے یعنی شریعت
کے باطن کے ظاہر کرنے کے واسطے جب کوئی ولی مجدد پیدا ہوتا ہے تب
اسکے مجدد ہونے کا نشان یہ ہے کہ اسکی شان کی بلندی سارے لوگوں کے
دل میں ڈال دیتا ہے اور سارے لوگوں کے دل کو اسکی طرف پھیر دیتا ہے
اور لوگوں میں اسکی ذکر خیر مشہور کر دیتا ہے اور اس زمانے کے لوگوں کی طبیعتوں
کے مناسب دین محمدی کے وظائف میں سے جو اشتغال ہوتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ
اس ولی کے دل میں الہام کرتا ہے اور اسکی صحبت اور اسکی بات میں ایک جذب اور
کشش اللہ کی طرف کی اور ایک تاثیر پیدا کرتا ہے اور طرح طرح کی کرامت مانند کشف کے
دل کی صفائی کے سبب دور کے مکانات یا غائب چیزیں اسکو ظاہر ہوتی ہیں اور مانند اسکے کہ کسی کے
دل کا ارادہ اور خیال اسکو معلوم ہو جاتا ہے اور مانند اللہ کی قوت اور مدد سے
خلق میں تصرف کرنے کے مثلاً بیمار کے مرض کا دور کر دینا یا گنہگار پر ایسا توجہ
دینا کہ وہ توبہ کرے اور مانند استجابت دعا کے کہ اسکی دعا قبول ہو جاتی ہے
اور جو باتیں اس قسم سے ہیں اس سے ظاہر کرتا ہے اور اسکے پاس طالبوں کے
جمع رہنے سے اور اس مجددی کے مقام کے مناسب جو باتیں ہیں ان میں اس
مجدد کے لگے رہنے سے مثلاً وہ مجدد اشتغال اور اوراد کی ترتیب بیان کرتا ہے
کہ پہلے یہ شغل کریں تب یہ کریں اور اوسمیں تعین کرتا ہے کہ فلانے شغل میں اس
نام کا ذکر کرنا اور اسمیں اس طرح سے نشست کرنا ہے اور فلانے میں دم بند کرنا ہے
وغیرہ اس قسم کی باتوں کے سبب سے اسکا خانوادہ نکلتا ہے اور لوگ اس خانوادہ
میں سلوک کرتے ہیں اور اپنے مطلب کو جلد پہنچتے ہیں اور مددگار اور خیر خواہ
اس خانوادہ کا ہمیشہ مظفر اور منصور رہتا ہے اور اس خانوادہ کا بدخواہ اور اسکے

...ے اور بغض رکھنے والا اور اسکی مدد نہ کرنے والا ہمیشہ رسوا رہتا ہے اور حق اور خلق
...لامت ہوا رہتا ہے اور اس خانوادہ کے گروہ کا رعب اور ہیبت عوام اور خواص
کے دل میں اللہ تعالیٰ ڈال دیتا ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ الہام کے قسم اور کشش باطن
کے جواب دینے کے قسم سے ایسے اسباب درست کر دیتا ہے کہ اس خانوادہ میں
وہ اسباب لوگوں کے جمع ہونے کا سبب ہوتا ہے اور ناگاہ جبکہ وہ عنایت الٰہی دوسرے
شخص کی طرف متوجہ ہو اسی خانوادہ میں عنایت الٰہی رہکر کے دوسرا خانوادہ نیا پیدا
کرتی ہے تب وہ پہلا خانوادہ جیسا کہ ایک جسم بے روح کا رہ جاتا ہے اور ایک سلوک
رہ جاتا ہے یہ جذب کا نہیں اور اس بات کی شرح یہ ہے کہ وہ پہلا سلوک جو ہے سو
اسکی خرابی میں شبہ نہیں مگر وہ سلوک اس زمانہ کے قبل کے لوگوں کی طبیعتوں کے
مناسب تھا اور دوسرا مجدد جو اب ہوا ہے سو اب اس زمانہ کے لوگوں کی
طبیعتوں کے مناسب ہے اب جو سلوک ہوگا سو قائم کرے گا۔ مثلاً حضرت مرشد
برحق کے زمانہ میں لوگ شرک اور بدعت اور لامذہبی کے مرض میں گرفتار تھے
انھوں نے اپنے سلوک میں اس مرض کی دوا کو مقدم کیا اور اپنے خانوادہ
میں شرک اور بدعت کا منع کیا اور پیشواؤں کی تقلید اور اتباع شریعت کا حکم دیا اور ان کے
زمانے میں کافروں کا ایسا غلبہ ہو گیا تھا مثلاً لاہور کے علاقہ میں کہ سکھ لوگ کافر
لوگ نہایت ذلیل سمجھتے تھے اور ہر طرح سے مسلمانوں کو بیگار پکڑتے تھے
مرشد برحق نے اپنے طریقہ میں جہاد کی بڑی ترغیب دلایا اور خود آپ جہاد کو
گئے تب مسلمانوں کو طریقہ محمدیہ میں داخل ہونا بہتر تھا اسی مصلحت سے مرشد
برحق کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی کرنا فرض دریافت دینی میں داخل تھا اسی مصلحت کے واسطے
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ ان سے بیعت کرنے کی
لوگوں کو ترغیب دلاتے تھے۔ پھر اسی مجدد کے آگے زمانے میں کبھی ایک تابع

ہیں بہت سے قطب لوگ ہوتے ہیں ہر قطر میں جیسے ایک کنارے میں ایک
قطب ہوتا ہے انکو جذب کی حقیقت حاصل ہوتی ہے یعنی صرف اللہ پر اُسکی
نگہ لگی ہوتی ہے اور کسی خانزادہ کا اقرب طرق الی اللہ ہوتا ہے یعنی اُس خانزاد
کا ایسا ہونا کہ اُسکے موافق سلوک کرنے سے اللہ تعالی کا قرب جلد حاصل ہوتا ہو
یہ بات اُس عنایت الہی کے درجہ کا اثر ہے نہ کہ اُسی خانزادہ کا یہ خاصہ ہو
اُنکی خیال یہ ہے کہ حوض کے پانی میں تاروں کی صورت کا عکس جو پڑتا ہے تو اگر تہ
بالکل […] تن کا پانی بدل جاوے اُس صورت کا کچھ زیان نہیں ہوتا بیت

دم بدم گر شود لباس بدل		مرد صاحب لباس را چہ خلل

یعنے ہر خانزادہ میں عنایت الہی سے فائدہ ہوتا ہے اور خانزادوں کا بدلنا کچھ
زیان نہیں کرتا اصل مقصد جو دین کا تازہ اور جاری کرنا ہے سو سب خانزادوں
میں موجود رہتا ہے فقط مصلحت کیواسطے خانزادہ بدلا جاتا ہے لیکن ہر زمانے
میں قطب لوگ اور اُن کے حواری یعنے اُن کے طریقہ کے مددگار لوگ ایسے
ہوتے ہیں جیسا کہ اُنہوں نے اپنے خانزادہ کی ترجیح لکھی ہے اور اُس خانزادہ میں اللہ
تعالی کے قرب کا جلد حاصل ہونا ثابت کرتے ہیں سو وہ لوگ سچے ہیں جیسی انباء
جو ہم نے اوپر بیان کیا یعنی سب خانزادوں میں اللہ سبحانہ کے قرب جلد حاصل
ہونے کی راہ موجود ہے حاصل کلام کا خانزادے بہت ہیں اور بہت تھے اور
بہت ہوں گے اور خانزادوں کا حصر کرنا کہ اسقدر ہیں معقول نہیں یعنے عقل
قبول نہیں کرتی کیونکہ شریعت میں مجددوں کے قیامت تک پیدا ہوتے جانے
کی خبر ہے۔ پھر بعضے خانزادے میں سابق کے خانزادیکا زندہ کرنا بھی ہوتا
یعنے پڑجانے زمانے کے اوس خانزادے کے لوگوں کے گذر جانے کے
[…] ہوگیا تھا گویا کہ نہایت ہی حال کے خانزادے […]

کہ اُس سابق کے خانزادے کو از سر نو زندہ کرو یا اور بعضے خانزادے میں
کئی خانزادوں کا خانوادہ جمع ہوتا ہے اور بعضے میں صرف ایک خانزادہ کی ایجاد […]
ہے میں اگرچہ بسبب فرق […] بیعت کرنے کے کسی خانزادے سے
[…] ہوتا ہے اور بعضوں نے جو لکھا ہے کہ خانزادے چودہ ہیں جیسا کہ
[…] یہ اور عیاضیان اور ادہمیان اور ہبیریان اور چشتیان اور جنیدیان
[…] اور بعضوں نے لکھا ہے کہ خانزادے مقبول بارہ ہیں جیسا کہ جنیدیہ
اور […] اور محاسبیہ اور خفیفیہ اور نوریہ اور طیفوریہ وغیرہ سو حقیقت حال یہ
ہے کہ ہر کسی نے اپنے علم اور ادراک کے موافق بات کہی ہے اور بعد زمانے ان خانزادوں
کے دوسرے خانزادے پیدا ہوئے جیسا کہ [...] اور قادریہ اور اکبریہ اور
سہروردیہ اور کبرویہ اور […] اور خانزادہ خواجگان اور خانزادہ جنیدیہ کہ
اُسمیں زندہ کرنا طریقہ چشتیہ کا ہی ہند میں اور نقشبندیہ کہ اُسمیں زندہ کرنا خانزادہ
خواجگان کا ہی اور […] کہ اُسمیں زندہ کرنا خانزادہ […] کا ہے اور بعد اسکے
اور بھی دوسرے خانزادے نکلے جیسا کہ قدوسیہ منسوب بشیخ عبد القدوس
گنگوہی اور غوثیہ منسوب بشیخ محمد غوث گوالیری اور باقویہ منسوب بخواجہ محمد باقی
اور احمدیہ منسوب بشیخ احمد سرہندی اور آدمیہ منسوب بشیخ آدم بنوری اور
[…] منسوب بامیر ابو العلی اور ان مذکور خانزادوں کے سوا اور بھی بہت
خانزادے ہیں بعضے اس قسم کے ہیں کہ انکا اثر اور نشان باقی رہا ہے اور
بعضے کا باقی نہ رہا انتہی۔ فائدہ عجیبہ اب اس بیان سے خانزادوں
کی حقیقت خوب کھل گئی اور یقینی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دین کے قیامت تک جاری اور غالب رکھنے کیواسطے ایسے سب وار […]
مذکور کہ اللہ تعالی نے مقرر کیا قیامت تک طریقے بھی نکلتے جاویں گے اور دین کو […]

میں تصنیف ہوئی ہیں تو یقینی اور فقہی مسائل جو کہ قیامت تک بدلنے والے نہیں
اس واسطے اقوال میں چار واماموں میں سے ایک کے مذہب کی تقلید واجب ہوئی
اور ان چاری مذہب کے انحصار پر اجماع ہو گیا اب پانچویں مذہب کی تقلید
درست نہیں کیونکہ شارع کے سارے احکام ان چار مذہب میں موجود ہیں اور طریقہ
جو ہوتا ہی سو آدمی کے نفس کے تزکیہ اور نفس کی فساد کی اصلاح کے واسطے ہوتا ہے
اور نفس کا فساد ہر ملک و ہر زمانے میں جدا کرتا ہے اس واسطے طریقہ بھی اس وقت
کے لوگوں کے نفس کے فساد کی اصلاح کے مناسب ہوا کرتا ہی تو اگر کوئی شخص
حدیث قرآن پر عمل کرنے کے حیلہ سے چار واماموں میں سے ایک کی تقلید کو یا
یا طریقہ کو کسی مذہب کی طرح سے سابق کے طریقہ پر منحصر سمجھ کے حال کے طریقہ میں
داخل ہو تو اس صورت میں ان دانشوں کی سعی کو بیکار سمجھنا اور انکی تقلید اور
تابعداری سے اس تقلید اور تابعداری کی حاجت کا زمانہ اور وقت آنے کے
بعد منہ موڑنا اور اس تقلید نہ کرنے کا عذر اور حیلہ بیان کرنا بلاشبہ واجب کا ترک
کرنا اور طرح طرح کی خرابی اپنے حق میں قبول کرنا ہی مثلاً صحابہ کے زمانے میں
قرآن شریف میں نقطہ اور اعراب نہ تھا جب حاجت پڑی تب اللہ تعالے
نے اس بات کے عالم کو پیدا کر کے اپنی عنایت اور مدد کو اسمیں ظاہر کیا ایسا ہی
صرف نحو تجوید قرأت فقہ حدیث عقائد تصوف وغیرہ علوم کے ظاہر کرنے اور
ہر ایک علم کے عالم کے پیدا کرنے کا حال سمجھو کہ صحابہ کو ان سب علوم کی حاجت
نہ تھی اور نہ انکے وقت میں یہ سب علوم نکلے تھے اور نہ انھوں نے ان علوم کے
علماء کی تقلید کیا ان آنحضرت کے بعد صحابہ کے زمانے میں علم فتوا کا نکلا تھا
اور انکے عالم صحابہ کے شاگرد تابعین لوگ تھے سو صحابہ فتوا میں انکی پیروی آپ
بھی کرتے تھے اور لوگوں کو انکی پیروی کا حکم بھی دیتے تھے اس بات کا بیان

عوارف المعارف اور نجم الرحمن میں تمہید سادس کے تیسرے فائدہ میں لکھا
ہے غرض صحابہ کے وقت کے ابتدا میں یہ قرآن شریف جو مروج اور
جاری ہے سو جمع نہ ہوا تھا پھر جب ان کے آخر وقت میں جمع ہوا تب انکے حق
و صحیح ہونے پر اور انکے موافق قراءت کرنے اور عمل کرنے پر سارے صحابہ
نے اجماع کیا کیونکہ صحابہ لوگ جانتے تھے کہ دین کے جاری اور غالب رکھنے کا
جو مضمون پیدا ہوتا ہی سو اللہ تعالی کی مدد اور عنایت سے ہوتا ہے اسی واسطے
وہ لوگ اس مضمون کے موافق ہو جاتے تھے اور تقلید اور مذہب کا بیان انصاف
میں جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کی تصنیف ہو دیکھو اس کے
بیان کا خلاصہ یہ ہو کہ پہلے اور دوسرے سو میں ایک شخص معین کے مذہب کی
تقلید پر اس وقت کے لوگوں کا جمع ہونا نہ تھا پھر بعد دوسو کے جو لوگ ہوئے انکے
زمانہ میں مجتہدوں کے مذہب معین ہو کے ظاہر ہوئے تب ایسا کوئی نہ تھا
کہ مذہب معین کی تقلید نہ کرے اور یہ تقلید کرنا اس وقت میں واجب ہو گیا تھا انتہی
تو اب اس وقت میں تقلید کے مقدمہ میں اس پہلے دوسو کے زمانے کے لوگوں کی
مثال لانا بڑا کید ہی جیسا کہ لامذہب لوگ جاہلوں کے گمراہ کرنے کو بھی کید کرتے
ہیں اور اس بات میں لاکھوں دیندار علما کا نادان کرتے ہیں اب اس تقریر سے
صاف کھل گیا کہ دین کے علوم کی جتنی قسمیں مثل فقہ عقائد تصوف کی لاکھوں کتابیں
جو ظاہر ہوتی ہیں اور لاکھوں علما انکو قبول کرتے اور انپر عمل کرتے چلے آئے ہیں
سو سب حق پر ہیں اور سبکی نسبت دین محمدی کے غالب رہنے کی ہی اور اس مدد
اور عنایت الٰہی کے سبب تابعدار ہیں اور اس کے خلاف جو لوگ ہیں سو اس
مدد اور عنایت الٰہی کے منکر ہیں اور دین محمدی کی مخالفت اور سب دینوں پر
اسکے غالب رہنے سے عداوت میں اہل سنت وجماعت کے سوا سارے فرقوں

کا ردّ اس تقریر سے بخوبی نکلے گا اس عاجز کے دل میں حق سبحانہ نے محض اپنے فضل
وکرم سے بطور الہام اس تقریر کو ڈال دیا تب اس عاجز نے اس تقریر کو کئی
اور گویا کہ سند کو کر رسے میں کیا والحمد للہ علی ذلک اس سب تقریر سے صاف
کھل گیا کہ طریقہ محمدیہ اس زمانہ کے لوگوں کی طبیعتوں کے مناسب ہے اور جو عنایت
الٰہی اپنے شامل حال کرنے چاہتے ہیں اُن کے واسطے اس طریقہ میں داخل ہونا
بڑی مصلحت ہے اگرچہ کسی شیخ کے وسیلہ سے کسی طریقہ میں داخل ہو چکے ہوں اور
اس بات میں کچھ قباحت نہیں پہلے مرشد کو بھی مرشد جانیں اور اس دوسرے
مرشد کو بھی مرشد جانیں اصل مقصد جو دین کا جاری اور تازہ کرنا منظور ہے سو سب
طریقوں میں موجود ہے اور کئی مرشد سے بیعت کرنے کا مسئلہ اور اسکی تفصیل قول الجمیل
میں دیکھو اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا بیعت کرنا امام محمد باقر اور قاسم
ابن محمد رضی اللہ عنہما سے ہمارے شجرہ میں دیکھو یہ بات اسی شخص کو پسند آوے گی
اور فائدہ کرے گی جو مقام عبودیت اور اخلاص حاصل کرنے کا خواہاں ہوگا
اور آخرت کو دنیا پر پسند کرے گا اور جس نے دنیا کو آخرت پر پسند کر لیا ہے
اور اپنے نفس کی خواہش کی پیروی میں گرفتار ہے اسکو یہ بات بہت شاق گزرے گی مصنف
نے ہمعات میں جو بطور مثال کے اون خمسہ خانوادوں کا ذکر کیا اور بہت سے
خانوادوں کو چھوڑ دیا تو اُن کے لکھنے سے بیان کھل گیا کہ خانوادہ صرف
چودہ ہی نہیں ہیں پھر مصنف رحمہ اللہ کو جب ظاہر ہوا جو مشہور خانوادوں
کے مشائخ سے بوسیلہ بیعت کے ارتباط اور علاقہ حاصل ہوا اور جب باطن
کے خاص خانوادوں کی مشائخ کی ارواح سے جو ارتباط اور علاقہ حاصل ہوا ہے
اُسی کا حصہ میں آگے چل کے اُنکا ذکر بھی کیا ہے تو اُن کے اس بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ بیعت سے مرشدوں کی اُنکو بیعت حاصل تھی اور بیعت کے مرشدوں

سے بیعت کرنا درست ہے مگر اُسکی تفصیل ہے اُس تفصیل کی تحقیق ہم قریب ہی دوسری
جگہ میں لکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ۔ اب جو علما کہ وارث انبیا کے ہیں ان کا
بیان کرنا بھی ضرور ہے تاکہ جو عالم کہ وارث نہیں ہے اُسکی بات سُننے سے لوگ گمراہ
نہ ہوں جیسا کہ اس ملک میں لامذہب لوگ اور بنگالے کے خارجی لوگ اور
وحدت وجودی لوگ دھوکا کھا کے گمراہ ہو گئے اب اس بیان سے انشاء
اللہ تعالیٰ سب لوگ درست ہو جاویں گے اور اپنی غلطی سے استغفار کریں گے
بیان یہ ہے کہ شیخ مکتوب دو صد و شصت و ششم میں فرماتے ہیں حدیث میں
آیا ہے کہ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ عالم لوگ جو ہیں سو نبی لوگوں کے
وارث ہیں سو جو علم کہ انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات سے باقی رہا ہے دو قسم پر ہے
ایک علم احکام کا اور دوسرا علم علم اسرار کا یعنے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بھید کا
اور سوائی کا علم جو علم تصوف کا موضوع ہے یعنی جیسا کہ احوال جوارح کا بیان فقہ میں
ہے ویسا ہی قلب کے احوال کا بیان تصوف میں ہے اور وہی علم اسرار کا ہے
اور علم اسرار کا بیان اس حدیث میں ہے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ کَهَیْئَةِ الْمَکْنُوْنِ لَا یَعْلَمُهٗ
اِلَّا الْعُلَمَاءُ بِاللّٰهِ فَاِذَا نَطَقُوْا بِهٖ لَا یُنْکِرُهٗ اِلَّا اَهْلُ الْغِرَّةِ بِاللّٰهِ یعنی بیشک
علم سے بعضے علم پوشیدہ چیز کی شکل کے مانند ہیں کہ نہیں جانتے اُسکو مگر
اللہ کے جاننے والے پھر جب وہ اس علم کو بیان کرتے ہیں تب اُسکا انکار نہیں
کرتے مگر جو لوگ اللہ سے غافل ہیں یہ حدیث میں العلم شرح عوارف سب میں
موجود ہے اور عوارف میں سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وہ علم اللہ تعالیٰ کے
اسرار اور پوشیدہ بھید ہیں جو اسکو ظاہر کرتا ہے اُمناء اولیاء کے پاس
بیٹھنے والے اور لوگ اُنکے امانت دار ہیں اور سادات النبلاء یعنی بڑے

بڑے درویشوں کے سرداروں کے پاس بغیر سُننے اور سبق پڑھانے کے وہ علم
ان اسرار میں سے ہو کہ آپ بے خبر نہیں ہوتے مگر خواص اور اشعۃ اللمعات شرح
مشکوٰۃ میں حدیث جبریل کی شرح میں جو لکھا ہو کہ اسلام کی بنا تین علم پر ہو یعنی
فقہ عقائد تصوف پر ہے سو اسکی یہ تحقیق ہو کہ علم احکام کا تو علم فقہ کا ہے کہ
اعمال جوارح سے علاقہ رکھتا ہو اور علم عقائد اور تصوف علم اسرار کے ہیں کیونکہ
دونوں علم باطن سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اب ایک مضمون یاد رہے کہ حدیث
اور قرآن تو عین دین ہو اُسکے اوپر عمل کرنے کے واسطے فقہ عقائد تصوف مقرر ہوئے
ہیں پس ان تینوں سے جو بات نہ ملے سو تجوش اور دین کے خلاف ہو اگر کوئی
کہے کہ تفسیر جو تینوں کے سوا چوتھی قسم ہو تہا رہے اس تین ہی علم کی قید لگانے
سے وہ بھی نکل گئی تو اسکا جواب یہ ہو کہ حقیقت میں تفسیر بھی ان تینوں کے سوا نہیں
اور تفسیر کو بھی ان تینوں سے ملانا ہوگا جو تفسیر کہ ان تینوں میں سے ایک کے
خلاف ہوگی سو عمل کے قابل نہ ہوگی دیکھو تفسیر کشاف میں وضو میں پاؤں کا مسح
کرنا لکھا۔ یہ فقہ کے خلاف ہوا اور اللہ کی رویت اور دیدار جو آخرت میں ہوگی اُسکا
انکار کیا یہ عقائد کے خلاف ہوا اسواسطے وہ تفسیر غیر معتبر ٹھہری اور علمانے
لکھا کہ تفسیر کشاف میں سارے علوم موجود ہیں سوائے علم تفسیر کے اور ہم سوال
کے واسطے حضرت مجدد کا لکھنا کفایت ہو مگر پھر بھی مومنوں کی تسکین خاطر کیواسطے
حضرت مجدد کے قول کا دوسرا شاہد ہم بتا دیتے ہیں اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ
مصابیح میں کتاب العلم کی تیسری فصل میں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث
روایت ہو جسکا شروع یہ ہے حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وِعَائَیْنِ سو اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبد الحق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور علما نے بیان کیا ہو کہ مراد پہلے علم سے

[illegible] احکام اور اخلاق ہے یعنی فقہ کہ وہ مشترک ہو خواص اور عوام کے درمیان اور
[illegible] دوسرے علم سے مراد ہو علم اسرار جو محفوظ اور مصئون ہے نااہلوں کی اگاہی سے
[illegible] ان سے اُس علم کی پوشیدگی اور باریکی کے سبب سے اور اُس علم تک غیروں کے
[illegible] نہ پہنچنے کے سبب سے اور یہ علم اسرار کا مخصوص ہو خاص اللہ کے خواص لوگوں کے
[illegible] واسطے جو اہل عرفان میں سے ہیں انتہیٰ۔ پھر حضرت مجدد قدس سرہٗ لکھتے
[illegible] ہیں اور وارث وہ شخص ہو کہ جسکو دونوں نوع کے علم سے کچھ حصہ
[illegible] ملے وہ شخص وارث نہیں ہو کہ اُسکو ایک نوع سے حصہ ملے اور دوسری نوع
[illegible] سے حصہ نہ ملے کیونکہ یہ بات ارث کی منافی ہے اسواسطے کہ وارث کو میت
[illegible] کے ہر قسم کے ترکہ سے حصہ مقرر ہوتا ہے ایسا نہیں کہ بعضے قسم کا حصہ ملے
[illegible] بعضے قسم کا نہ ملے اور جس شخص کو کہ بعضی معین چیز سے حصہ ملتا ہو وہ شخص داخل
[illegible] ہے بعضے قرض پانیوالوں کے ہو کہ اُسکے حق باقی رہنے کے سبب سے میت
[illegible] ترکہ میں اُسکا بھی علاقہ لگ گیا ہو اور ایسا ہی فرمایا علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام
[illegible] عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ میری اُمت کے عالم اگلے
[illegible] نبی اسرائیل کے انبیا کے مانند ہیں تو اس حدیث میں علما سے وارث علما مراد ہیں غرما
[illegible] مراد ہیں کہ بعضے ترکہ سے حصہ لیا ہو کیونکہ وارث کو قریب نسبت کے سبب سے
[illegible] وارث کے مانند کہہ سکتے ہیں بخلاف غرما یعنی قرض پانیوالے کے کہ وہ اُس
[illegible] نسبت کے علاقہ سے خالی ہو تو پس جو شخص کہ وارث نہ ہوگا وہ شخص عالم بھی
[illegible] کہا گیا یہ ہو سکتا ہو کہ اُسکے علم کو ایک قسم کے علم کے ساتھ مقید کریں اور کہیں
[illegible] یہ شخص عالم علم احکام کا ہو یا فلانے علم کا عالم ہو اور عالم مطلق وہ شخص ہے
[illegible] دونوں قسم کے علم سے اُسنے بہت سا حصہ پایا ہو اکثر لوگ گمان کرتے ہیں
[illegible] علم اسرار سے مراد ہو علم توحید وجود کا اور شہود وحدت کا کثرت میں اور مشاہدہ

…دیا کا ر کھتے ہین اور کمالات ولایت کے اُنکے مقابلہ مین ایک قطرہ ہین لیکن کیا کرین کمالات نبوت کو نہ پہچاننے کے سبب سے ایک گروہ نے کہا ہے کہ ولایت افضل ہی نبوت سے اور دوسری گروہ نے اس بات کی توجیہ مین بیان کرنے اور بات بنانے کیواسطے کہا ہی کہ ولایت نبی کی افضل ہے نبی کی نبوت سے اور ان دونون گروہ نے نبوت کی حقیقت کو نہ جان کے غائب پر حکم کیا ہی یعنے اٹکل پچو بات کہا ہی اور اسی حکم کے نزدیک صحو پر سکر کے ترجیح دینے کا حکم ہی اگر حقیقت صحو کی جانتے تو سکر کو ہرگز صحو کے ساتھ نسبت نہ دیتے۔ مصرع ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✱ شاید کہ ان لوگون نے خواص کے صحو کو عوام کے صحو کے مانند جان کے سکر کو صحو پر ترجیح دیا ہی یعنے عوام کے صحو مین دنیا کی یاد اور دین سے غفلت ہوتی ہی اور عوام لوگون کی حالت سکر مین دونون سے غفلت ہوتی ہی تو انکا سکر اُنکے حق مین بہتر ہی دنیا بھول جانیکے سبب سے اور خواص لوگون کے صحو مین سوای دین کے دنیا کا خیال مطلق نہین رہتا اور اُنکے سکر مین سواے حق تعالیٰ و جمال محبوب کے دوسرا خیال نہین ہوتا تو خواص لوگون کا صحو حالت استتار ہی اور اُنکا سکر حالت تجلی ہے تجلی اور استتار کا بیان زاد التقوی مین دیکھین اسیواسطے حضرت مجدد رہ آگے فرماتے ہین کہ کاش وہ لوگ خواص کے سکر کو بھی مانند سکر عوام کے جانکے سکر کو صحو پر ترجیح دینے مین جرأت نکرتے یعنی ایسا کرنا اُنکے حق مین بہت اچھا ہوتا اسواسطے کہ عقلا کے نزدیک یہ بات مقرر ہی کہ صحو بہتر ہی سکر سے یعنی ہوش مین رہنا بیہوشی سے بہتر ہی تو اس صورت مین اگر صحو اور سکر مجازی یعنے ظاہری ہوتا تب بھی یہ حکم ثابت ہی اور اگر صحو سکر حقیقی ہو یعنے جسکا بیان تصوف مین ہی جیسا کہ ابھی قریب ہی ذکر ہوا تب بھی یہ حکم

کثرت کا وحدت مین یعنے بہت چیزون مین ایک کو دیکھنا اور ایک چیز مین بہت سی چیزون کو دیکھنا اور کہنا یہ سب اُس تعالیٰ کے اعادہ اور گھیر لینے اور سرایت مین جانے اور قرب اور معیت کے معرفتون سے اُس طور پر کہ ارباب احوال اپنے کشف اور مشاہدے مین بیہوشی اور سکر کی حالت مین جیسا دیکھتے ہین جانتا اور کہتا ہی تم جانتا و کہتا یعنے ایسا کبھی نہین ہو سکتا ہی کہ اُن لوگون کے یہ علوم اور معارف اُن علم اسرار مین سے ہون جو مرتبۂ نبوت کے لائق ہون اسواسطے کہ یہ اور اصل اُن لوگون کی معارف کی سکر وقت یعنی بیہوشی اور غلبۂ حال کا ہی جو منافی اور مٹانے والا صحو کا ہے یعنی بیہوشی کے بعد پھر ہوش مین آنے کا منافی ہی اور علم انبیا علیہم الصلوات والتحیات کا علم احکام کا ہو یا علم اسرار کا سب صحو در صحو یعنے بالکل ہوش ہی ہوش ہی کہ تھوڑا سا سکر بھی اس علم مین ملنے نہین پایا بلکہ یہ بیہوشی کی معرفتین ولایت کے مقام کے مناسب ہین کیونکہ ولایت کا سقاطحکر مین قدم مضبوط رکھتا ہی تو بس یہ علوم بیہوشی کیوقت کی معرفت کے جو ہین سو ولایت کے اسرار مین سے ہونگے نہ کہ نبوت کے اسرار مین سے انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات کیواسطے اگرچہ ولایت بھی ثابت ہی لیکن اُسکے احکام مغلوب اور دبے ہین اور نبوت کے احکام کے مقابلہ مین مضمحل اور مٹے ہوئے ہین

بہ ہر جا بود مہر آشکارا	سہا را جز نہان گردن چہ یارا

انتہی۔ سکر اور صحو کا بیان زاد التقوی مین دیکھو اور ولایت یعنی دوستی اور محبت حقیقت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ولی لوگون کے حال کو دبا لیتا اور بیہوش کر دیتا ہی اور نبی لوگون کی نبوت کے احکام کے مقابلہ مین انکی ولایت کے علیہم دبے رہتے ہین اور انکو بیہوشی نہین ہوتی پھر فرماتے ہین حضرت نے اپنی کتابون اور رسالون مین لکھا ہی اور تحقیق کیا ہی کہ کمالات نبوت کے حکم دیا

ثابت ہے یعنے صحو کا بہتر ہونا سکر سے ثابت ہے تو ولایت کو نبوت سے افضل کہنا اور سکر کو صحو پر ترجیح دینا ویسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص کفر کو اسلام پر ترجیح دے اور جہل کو علم سے بہتر جانے اسواسطے کہ کفر اور جہل ولایت کے مقام کے مناسب اور مشابہ ہیں یعنے جیسا کہ کفر اور جہل میں دین کا خیال نہیں ہوتا فقط اپنی نفس کے مزے سے کام رکھتا ہے ویسا ولایت میں محبت اور عشق کے غلبہ اور جوش کی حالت میں شریعت کے آداب کا مطلق خیال اور لحاظ نہیں رہتا اور مشاہدہ اگرچہ بڑی عمدہ چیز ہے مگر چونکہ اسمیں بھی نفس کو مزہ ملتا ہے بس یہ عاشق اسی سے کام رکھتا ہے اور وصل اور شہود سے اور قرب اور صحبت سے خوش رہتا ہے اور اسلام اور معرفت مناسب اور مشابہ مرتبہ نبوت کے ہیں اور نبوت کے مقام سے مناسبت رکھتا ہے کیونکہ نبوت کے مرتبہ میں نرا ہوش ہی ہوش ہے اور ہر حال میں شریعت کے آداب کا خیال اور لحاظ رہتا ہے اور نبی لوگ حق کی مرضی اور مراد پا کے اوپر کے مقام سے نیچے کو اترتے ہیں اور وصل کو چھوڑ کے اپنے اوپر ہجر کو پسند کرتے ہیں اور وہ لوگ حق کی مراد پر قائم ہیں اور اپنی مراد کو فنا کیا ہیں ۔ بیت

ہجرے کہ بود مراد محبوب ۔	از وصل ہزار بار خوشتر

انکے حال کے موافق ہے ۔ مکتوب دولت و ہفتاد و دوم سے اس مضمون کا بیان دوسری فصل کی آٹھویں ہدایت کے ساتویں وعظ میں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ۔ الغرض مقام ولایت اور مرتبہ نبوت کی مناسبت جو مذکور ہوئی اس بات پر بطور مثال کے فرماتے ہیں کہ منصور لکھتے ہیں ۔ شعر

کفرت بدین اللہ والکفر واجب	لدیّ و عند المسلمین قبیح

کافر ہوا میں نے اللہ کے دین میں اور یہ کفر واجب ہے میرے نزدیک اور مسلمانوں

کے نزدیک برا ہے یعنی حالت غلبہ اور سکر بیہوشی میں میں نے دین کے خلاف کی بات کہا اور اسی حرکت ناشائستہ بیہوشی کے واجبات اور لوازمات سے ہے اپنے اختیار سے نہیں اور مسلمانوں کے نزدیک جو شرع کے تابع ہو ہوش والے ہیں یہ حرکت بہت بری ہے یعنی سکر کے سبب سے منصور نے کفر کو واجب کہا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کفر سے پناہ مانگتے تھے اور بہت سی مسنون دعاؤں میں کفر سے پناہ مانگنا موجود ہے حزب الاعظم وغیرہ میں دیکھو فرمایا اللہ تعالیٰ نے پندرہویں سپارہ سورہ بنی اسرائیل میں قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ ۔ ترجمہ ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے ڈول [illegible] انتہی ۔ یعنے مرتبہ ولایت کا ایک ڈول ہے اور مرتبہ نبوت کا ایک ڈول ہے [illegible] اسباب سے کوئی نادان ولایت کے درجے کو بڑا جانے کیونکہ ولایت اللہ تعالیٰ کی دوستی کا نام ہے اور مومن ولی اللہ یعنے اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں [illegible] کہ زعم والسر یعنے اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں ۔ اس مقام میں درجے کی چھوٹائی بڑائی کا بیان کیا ہے اور ولایت کے درجہ کی چھوٹائی کی دلیل میں بیہوشی کا بیان اور ولایت کے درجہ کو کفر نہیں کہا ہے بلکہ مشابہت بیان کیا ہے کہ ولایت میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق سے ایسی بیہوشی ہوتی ہے جیسا کہ کفر میں دنیا کی محبت سے بیہوشی ہوتی ہے سبحان اللہ کیا اچھی محبت ہے کہ اپنے واسطے ہے دوسرے کا [illegible] ہوش نہ رہے اسواسطے نبوت کا درجہ بڑا ہے کہ اسمیں بالکل ہوش ہی ہوش ہے اور ولایت کی محبت کو محبت عشقی اور نبوت کی محبت کو حب ایمانی کہتے ہیں اسکا بیان صراط مستقیم میں دیکھیں بہتر فرماتے ہیں اور جیسا کہ عالم مجاز یعنی عالم ظاہری میں اسلام بہتر ہے کفر سے اسیطرح سے عالم حقیقت میں بھی اسلام کو کفر سے بہتر جاننا چاہیے اسواسطے کہ مجاز جو ہے سو پل ہے حقیقت کا ۔ انتہی ۔

یعنی مجاز کے خلاف چلنے میں ڈوبتا اور ہلاک ہوتا ہے اس بیان سے حضرت مجدد قدس سرہ کی یہ غرض ہے کہ وحدت وجود کی بات اور سکر کو صحو پر ترجیح دینے کی بات اور ولایت کو نبوت سے افضل کہنے کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے اسکو علم اسرار کہنا نری جہل اور نادانی ہے۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ اگر لوگ کہیں یعنی سوال کریں کہ ولایت کے مقام میں جیسا کہ جمع کے مرتبہ میں کفر اور سکر اور جہل ثابت ہے ویسا جمع کے بعد فرق کے مرتبہ میں آنے سے کہ وہ بھی ولایت کے مقام کی ہے اسلام اور صحو اور معرفت بھی ثابت اور متحقق ہے تو اس صورت میں کفر اور سکر اور جہل کو ولایت کے مقام کے مناسب کہنا کس وجہ سے ہے تو اسکے جواب میں ہم کہیں گے کہ صحو اور مانند اسکے کو فرق کے مرتبہ میں ثابت کرنا بہ نسبت جمع کے مرتبہ کے ہے کہ سراسر سکر اور استتار ہے یعنے جمع کے مرتبہ میں جو کہ نری بیہوشی ہوتی ہے اور فرق کے مرتبہ میں بہ نسبت جمع کے مرتبہ کے کچھ ہوش ہوتا ہے اسواسطے اسکو صحو جانتے ہیں اور نہیں تو حقیقت میں اس فرق کے مرتبہ میں جو صحو ہوتا ہے وہ بھی سکر کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے اور اس مرتبہ کا اسلام بھی کفر کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے اور اس مرتبہ کی معرفت بھی جہل کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے یعنی بیہوشی کے سبب سے۔ اور اگر ہم کہنے میں گنجائش جانتے تو فرق کے مرتبہ کے احوال اور معارف کو تفصیل ذکر کرکے اس مرتبہ میں سکر اور مانند اسکے کے ہونے کو بیان کرتے ارباب فطانت اور دانائی والے لوگ بھی شاید اس مضمون کو تھوڑی سی دانائی سے دریافت کریں گے۔ العجب کل العجب یعنی بڑا تعجب اور حد درجہ کا تعجب ہے یعنے ولایت کو نبوت سے افضل کہنے اور سکر کو صحو پر ترجیح دینے میں بڑا تعجب ہے تو اب یہ قدر سمجھنا چاہیے کہ انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات نے یہ سب جو کچھ بڑائی جو پائی ہے سو نبوت کی راہ سے پائی ہے

ولایت کی راہ سے نہیں پایا ہے اور ولایت جو ہے سو نبوت کے ایک خادم کے زیادہ نہیں ہے اگر ولایت کو نبوت پر زیادتی ہوتی تو ملائکہ ملاء اعلیٰ کے جو ہیں اور انکی ولایت ساری قسم کی ولایتوں سے یعنی ولایت صغری و ولایت کبری ولایت علیا تینوں قسم کی ولایتوں سے کامل زیادہ ہے وہ لوگ انبیا علیہم الصلوات سے افضل ہوتے اور ان گروہ میں سے ایک گروہ نے جب ولایت کو نبوت سے افضل جانا اور ملاء اعلیٰ کی ولایت کو انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات کی ولایت سے کامل زیادہ دیکھا تب ضرور کو بڑے درجے کے ملائکہ کو انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات سے افضل کہا اور اہل سنت وجماعت کے گروہ سے جدا ہو پڑے یہ سب نا نبوت کی حقیقت سے خبر نہ رکھنے کے سبب سے ہوا ہے کہ لوگوں کے دیکھنے میں بسبب دور پڑ جانے زمانہ نبوت کے نبوت کے کمالات ولایت کے کمالات کے مقابلہ میں حقیر معلوم ہوتی ہیں اس سبب سے اس مقدمہ میں بات کا کشادہ کرنا ضرور ہوا اور اس معاملہ کی حقیقت کو کسیقدر ظاہر کر دیا انتہی۔ اس سب تقریر سے معلوم ہوا کہ ایسی ایسی باتیں جنکا رد حضرت مجدد نے کیا ہے علم اسرار کی بات نہیں ہیں اور ایسی بات کہنے والے لوگ انبیا کے وارث عالم نہیں ہیں اسی طرح سے لا مذہب لوگوں کے عالم بھی انبیا کے وارث نہیں کیونکہ علم احکام کا جو فقہ ہے سو اس سے ان لوگوں کو انکار ہے اور خدا نے جن علماء لوگوں کو فقہ پر عمل کرنے کو منع کرتے ہیں اور ہر جاہل کو حدیث پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اسکو عمل بالحدیث کہتے ہیں اور جس مقام میں فقہ کے انکار کا موقع نہیں پاتے وہاں جب کوئی پوچھتا ہے کہ تم فقہ پر عمل کرتے ہو تب کہتے ہیں کہ ہم فقہ پر کسواسطے عمل نہ کریں گے جو فقہ کہ قرآن اور حدیث کے موافق ہے اسکو ہم مانتے ہیں اور یہ بڑا کید ہے کیونکہ قرآن حدیث کے موافق غیر موافق ہونا مجتہد کے سوا کون معلوم کر سکتا ہے تو یہ ایسا کہنا ہے کہ کوئی نابینا

قیامت تک خدا کا منکر رہے گا اور کتنا ہی پڑھے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت سے محروم ہی رہے گا اور اسیطرح سے بنگالے کے خارجی لوگوں کے عالم ہی انبیا کے وارث نہیں کیونکہ علم اسرار سے جو تصوف ہے ان لوگوں کو انکار ہے اور تصوف کی کتابوں میں جو عمدہ عمدہ بھید کی باتیں بیان ہیں کلمات اشارہ میں سے مثل جمع تفرقہ تجلی استتار تجرید تفرید وجد وجود تواجد غلبہ مسامرہ سکر صحو وغیرہ کے اور جو کچھ مقامات کا بیان کرتے ہیں مثل توبہ ورع تقوی زہد فقر شکر خوف رجاء توکل رضا وغیرہ کے اور جو کچھ احوال کا بیان کرتے ہیں مثل محبت انس حیا اتصال قبض بسط فنا بقا کے جو زاد التقوی میں مذکور ہے ان سب عمدہ باتوں سے محروم رہتے ہیں اور جو پاکیزہ مضمون ہے اس رسالہ نور علی نور میں بیان کیا ہے مثل چار قسم کی سیر یعنے سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ اور سیر من اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء باللہ جس سے ولایت صغری اور ولایت کبری اور ولایت علیا حاصل ہوتی ہے اور درجہ مرشدی کا ملتا ہے اور عالم خلق کے پانچوں لطیفے نفس آب آتش خاک باد کہ ان چاروں کو لطیفہ قالبیہ بھی کہتے ہیں اور عالم امر کے پانچ لطیفے لطیفہ قلب لطیفہ روح لطیفہ سر لطیفہ خفی لطیفہ اخفی کہ ان دسوں سے انسان مرکب ہے اور عالم امر کے پانچ لطیفوں کے اصول اور جڑ جو عرش مجید کے اوپر ہیں اور ان اصول کی جڑ جو اسماء حسنی کے ظلال ہیں اور ان ظلال کی جڑ کہ اسماء حسنی ہیں اور اسماء حسنی کی اصل کہ اسم ذات ہے اور تین قسم کی تجلی یعنے تجلی افعال تجلی صفات تجلی ذات وغیرہ پاکیزہ پاکیزہ مضمون سے محروم رہتے ہیں اور دین کے باطن کی مخالفت کرنے والے جو لوگ ہیں مثل مجدد قطب ارشاد قطب مدار غوث قطب الاقطاب کے ان سب کی خدمتوں کے منکر رہتے ہیں اور مثلہ ہذا اقتباس اس قسم کی بہت سی نعمتوں سے محروم رہنے کے سبب سے نفس اور شیطان کے

غلام بنے رہتے ہیں اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے منہ موڑتے ہیں اس سبب سے مثل بہائم کے زندگی گذارتے ہیں اور ایسے لوگوں کو مثل بہائم کے تحت العلم میں کہا ہے اب امید ہے کہ اس ملک کے مومنوں سے کہ مومن لوگ اپنے شیاطین الانس استادوں کو جو اپنا پوجا کروانے کیواسطے بچارے بے علم مسکینوں کو وا فور بنا رکھا تھا خوب سخت پکڑیں اور ان چند سطروں کو سمجھ کے پٹ پاٹ کر انکو آدمی بناویں تاکہ بدی کے بدلے نیکی کرنے سے اتباع کو ثواب پاویں والسلام۔

تیسری ہدایت ۔ مرشد کے تلاش کرنے اور اسکے پہچان لینے اور اسکی صحبت کے ڈھونڈنے اور مرشد سے اعتقاد رکھنے اور کسی مرشد سے بیعت کرنے کی تفصیل کے بیان میں ۔ تصوف کی معتبر کتابوں سے مثل عوارف المعارف اور امام قشیری کے رسالہ وغیرہ کے مضمون سے صاف ثابت ہے کہ ایک بزرگ نے کئی بزرگ کو مرشد مقرر کیا ہے اور تصوف کی کتابوں میں مثل عوارف المعارف وغیرہ کے کئی مشائخ سے تصوف کے مسائل کو روایت کیا ہے اور محدثین نے بھی بہت سے مشائخ سے حدیث روایت کیا ہے اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے بھی چار ہزار استاد تھے اور ان سب سارے استاد اور مشائخ کو شیخ اور مرشد اور پیر کہتے ہیں اور سب سے دین سیکھنا اصل مقصود ہے کسی سے ظاہر دین کو سیکھتے ہیں اور کسی سے باطن دین کا جیسا کہ قریب ہی پہلے ہو گئے مضمون سے معلوم ہوا سو مرشد کا پکڑنا طالب کو ضروری ہے مگر اسکا پہلے پہچان لینا بھی ضرور ہے کہ کون شخص مرشدی کے قابل ہے اور کون نہیں اس شعر کو رسالہ مکیہ میں فرماتے ہیں اسکا خلاصہ یہ ہے اور ضرور ہے مرید کو ایک شخص کامل کو پکڑنا تا جو پیروی کے قابل ہو کیونکہ وہ شیخ زادہ کا رفیق اور ساتھی ہو

اور اس بات کو مرید جان لے کہ مرشد کے پہچاننے کیواسطے کسوٹی اور ترازو
ضرور ہے اور وہ کسوٹی قرآن اور حدیث اور اجماع امت کا ہے یعنی یہی تین
اصول فقہ ہیں اور چوتھی اصل مجتہد کا قیاس ہے اور انھیں چاروں سے فقہی مسئلے
نکلے ہیں تو جو شخص مجتہد نہیں ہے وہ فقہ کو کسوٹی سمجھے اور ان اصول مذکورہ
سے اپنے مسئلے نکالنے کو حرام سمجھے سو جو مرشد کسوٹی کے موافق ہو وہ بے عیب
ٹھہرا اسکو مرشد بنانا درست ہے اور جو کسوٹی کے خلاف ہو اسکو کھوٹا اور باطل
ہے اور جو لوگ مجتہد نہیں ہیں وہ عامی کہلاتے ہیں اگرچہ حدیث اور قرآن
اور تفسیر اور فقہ اور اصول فقہ اور عقائد اور تصوف کے علم سے واقف ہوں تو
مجتہد کے سوا جنمیں شرط اجتہاد کی نہیں ہے وہ سب عامی ہیں اور عامی کے
معنے امی کے نہیں ہیں کیونکہ امی تو وہ شخص ہے جسکو ایک آیت قرآن کی بھی یاد
نہیں جیسا کہ اکثر سب لوگ جو سب کے سب جاہل ہیں اسی واسطے ہیں پڑے رہتے
اور جہالت کے سبب سے انہیں سے جو شخص حدیث اور قرآن کا کسیقدر
ترجمہ پڑھ لیتا ہے یا کسی علم سے ذرا سا واقف ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ ہم بھی کچھ
نہیں ہیں اور حدیث اور قرآن سے مسئلہ نکالنے کا دعوا کرتا ہے اور آپ بھی گمراہ
ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتا ہے اسی طرح سے ناواقف لوگ ایسے شخص
سے مرید ہو جاتے ہیں جو مرشدی کے رتبہ میں نہیں پہنچا ہے اور مرشدی کے
رتبہ کا بیان قریب ہی چوتھی ہدایت میں ہم کرتے ہیں انشاء اللہ تعالی اور کسیقدر
اس تیسری ہدایت میں بھی معلوم ہوا اور ہوگا بلکہ جس سے ناواقف لوگ
مرید ہو جاتے ہیں وہ خود بھی ایسے شخص سے مرید نہیں ہوا جو مرشدی کے
رتبہ میں پہنچا ہے بلکہ وہ خود بھی ابھی تک جانتا نہیں کہ مرشدی کا رتبہ کیا چاہتا
ہے بلکہ اس نے کبھی اپنے مرشد کی تلاش بھی نہ کیا تو ایسا شخص ہے جو بے مرشد ہے

تو وہ مرشد تلاش کرنے کے بیان میں فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ مائدہ میں یا ایہا
الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اے ایمان والو ڈرتے
رہو اللہ سے اور ڈھونڈھو اوس تک وسیلہ اور فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم
نے اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے اصحاب مانند تاروں
کے ہیں اون میں سے جسکی پیروی کروگے سیدھی راہ پاؤگے اور امام غزالی
رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ شیخ اپنے قوم اور گروہ میں ایسا ہے جیسے نبی اپنے امت میں اور کہا امام غزالی
نے کہ یہ بات مال کی زیادتی اور شکل صورت کی خوبی اور قوت کی زیادتی سے نہیں
حاصل ہوتی بلکہ زیادتی تجربہ سے جو اوسکی عقل کا ثمرہ ہے حاصل ہوتی ہے کہ
حقائق اور معارف سے خوب واقف ہوا اور اسیواسطے تو دیکھتا ہے کہ جسکو اللہ تعالی
شیخ کرتا ہے اسکو عوام لوگ بالطبع تعظیم کرتے ہیں یعنے انکی طبیعت خواہ مخواہ اسکی
تعظیم میں رغبت کرتی ہے اور خواص لوگ تو تعظیم کیا ہی کرتے ہیں تو شیخ وہی شخص ہے
جو طریق حق یعنے شریعت اور طریقت اور حقیقت کی راہ جانتا ہے اور خوف اور خطر
ہونے کی راہ کو پہچانتا ہے پھر مرید کو حق راہ بتاتا ہے اور مرید کے فائدہ اور ضرر
کی بات سمجھا دیتا ہے تو اب ایسا شیخ جسمیں صفات مذکورہ موجود ہیں وہ خود
اور انکی صحبت جلیس صالح یعنے نیک ہمنشین سے کم نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مثل جلیس صالح کی مانند مثل عطر فروش کے ہے اگر تو نہ پاوے اسکا
عطر تو مہک جاوے تجھ میں اور تیرے کپڑے میں اسکی خوشبو اور مثل جلیس سوء
یعنے برے ہمنشین کی مانند مثل لوہار کے ہے اگر نہ جلاوے تجھکو اسکی آگ
تو پہنچے تجھکو اسکا دھواں اور اسکی بدبو انتہی۔ نقل ہے کہ ایک بادشاہ ایک
مرشد کامل کی مجلس میں آیا جب وہ پھر کے اسکی مجلس سے چلا گیا تب اس

مرشد میں غصہ کا اثر ظاہر ہوا اور اُس بادشاہ میں حلم اور برداشت کا اثر ظاہر ہو گیا تو
صحبت کی تاثیر ہے۔ اور پھر آگے جو رسالہ مکیہ میں فرمایا ہے اُسکا خلاصہ اختصار
کے طور پر یہ ہے کہ جب مرید مرشد کے پاس پہنچے تب خیال کرے اور خوب پہچان لے
کہ وہ مرشدی کے قابل ہے اور اُسکی پیروی درست ہے یا نہیں اسواسطے کہ بہت
سے طالب لوگ اس مقام میں ہلاک ہو گئے ہیں بلکہ سارے لوگوں کا ہلاک ہونا
گمراہ کرنے والے پیشواؤں کی پیروی سے ہوا ہے اور مرشد کے پہچاننے
کا یہ طریق ہے کہ مرید جان لیوے کہ سارے انبیا علیہم السلام کی متابعت فرض
لازم اور حق اور صواب ہے خصوصاً ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت
جو خاتم الانبیا ہیں اور اُن سب کا دین اصول میں ایک ہی یعنے معرفت اور پہچاننا
اللہ تعالی کا اور اُسکی صفات کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا اور فرشتوں کا اور
امور آخرت کا یہی دین ہے ان سب باتوں میں خلاف اور نسخ کی گنجایش نہیں اسواسطے
کہ یہ سب حقائق یعنے ثابت اور یقینی چیزیں ہیں یہ سب اپنے احکام میں نسخ کو
قبول نہیں کرتیں بلکہ جو پہلے تھیں سو اب بھی ہیں اور ابتک جان لیوے کہ اختلاف
ائمہ کا فروع اسلام یعنے مسائل شرعی میں جو ہے سو کچھ منافی نہیں بلکہ وہ خلاف
اُمت کیواسطے رحمت ہے اور سب مجتہد فروعی یعنے فقہی مسئلہ میں اجتہاد کرنیوالا
صواب پر ہے یعنی اگر اجتہاد میں خطا کیا اور حق کو نہ پہنچا تو ایک حصہ ثواب پانے
کا مستحق ہے اور اگر حق کو پہنچا تو دو حصہ ثواب پانے کا مستحق ہے جیسا کہ حدیث
میں آیا ہے تو بعضے علم کلام والے لکھتے ہیں کہ مجتہد کبھی خطا کرتا اور چوک جاتا ہے
اور کبھی حق کو پہنچتا اور ٹھیک مسئلہ نکالتا ہے اور تصوف کی کتابوں میں مثل عوارف
وغیرہ کے لکھا ہے کہ سب مجتہد صواب پر ہیں اسواسطے کہ [illegible]
اور بعضوں نے بھی لکھا ہے کہ سب مجتہد خدا پر ہے اپنے اعتقاد اور

نیت کے سبب سے کہ اُسکی نیت حق کو پہنچنے کی ہے سو اپنی نیت کے سبب سے مستحق
ثواب کا ہوتا ہے اور سب مجتہد کی نیت صواب پر ہے بعد اسکے مصنف فرماتے
ہیں اور لیکن خطا کرنے والا اصول میں یعنی عقائد کے مسئلے میں جو ہے سو وہ گمراہ
ہے۔ اور دین میں بدعت کرنے والا اور عاصی ہے یعنی قرآن حدیث اجماع کی
مخالفت اور نافرمانی کرنے والا ہے اور اُس بدعت سے اُسکی نجات کی راہ قرآن
و حدیث اور اجماع کی متابعت کرنا ہے اللہ تعالی کی ذات اور صفات کی معرفت میں
پھر آگے جو رسالہ مکیہ کا مضمون ہے سو اُسکی شرح کیواسطے [illegible] جو شاہ ولی
محدث قدس سرہ کا وصیت نامہ مشہور ہے پہلے اُسکا ایک مضمون ہم لکھتے ہیں
تاکہ وہ مضمون اور مصنف کی غرض بخوبی سمجھ میں آجاوے وصیت نامہ میں
فرماتے ہیں اگر اس زمانہ میں ایسے بزرگ سے ملاقات ہو کہ جسکی صحبت میں جذبہ
یعنی اللہ کی طرف کی کشش اور اللہ کی طرف دل کا کھنچ جانا حاصل ہو اور اُسکی
صحبت کی تاثیر لوگوں میں اثر کرتی ہو اُسکے ساتھ صحبت رکھے جبتک کہ حالت
سلوک یعنی یادداشت اور دوام حضور اُسکا ملکہ ہو جاوے بعد اسکے گوشہ
میں بیٹھے اور اُس ملکہ میں مشغول رہے اس زمانہ میں کوئی شخص ایسا نہیں
ہے مگر جسکو اللہ نے چاہا ہے کہ سب طرح سے کمال رکھتا ہو اگر ایک طرف
سے کمال رکھتا ہو تو دوسری طرف سے کمال سے خالی ہو تو بس اُسی کمال
کو اُس شخص سے حاصل کرنا چاہیے اور دوسری چیزوں سے نظر کو چھپانا
چاہیے۔ خذ ما صفا ودع ما کدر کے ترجمان ہو اور چھوڑ دے
جو رسمیں ہر صوفیہ کی [illegible] بڑی نسبت میں اور اُنکی رسمیں کچھ کام کی نہیں انتہی
غرض یہ کہ مرشد کا معصوم ہونا شرط نہیں ہے اور معصوم سوائے انبیا اور ملائکہ
کے کوئی نہیں ہے اگر معصوم مرشد کی تلاش [illegible]

بزرگون نے فرمایا ہے کہ سب سے نیک اور بہتر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور سب سے برا شیطان ہے درمیان مین سب طرح کے بھلے برے لوگ ہین جس سے دین کا فائدہ ملے لے لیوے اور اُسمین اُسکی پیروی کرے اور اور بے فائدہ بات کو چھوڑ دیوے اور اُسمین اُسکی پیروی نکرے مگر اتنا دیکھ لیوے کہ اہل سنت جماعت کے عقیدہ کے خلاف نہو اور شریعت کا تابعدار ہو اور بدعت پر ہٹ نکرتا ہو اور عقیدہ مین بدعتی نہو مثل معتزلا اور رافضی اور خارجی اور تفضیلیہ وغیرہ فاسد العقیدہ کے۔ پھر اگر باوجود سب خوبی کے شاید کوئی کام بدعت کا اُس سے ہو پڑتا ہو تو اُس سے چشم پوشی کرے شاید اسی مرید کی فہم کا قصور ہو یا کوئی دوسرا سبب ہو پھر موقع پا کے اُس مرشد سے اکیلے مین عرض کرے یہ ویسا ہی مسئلہ ہے جیسا کہ اگر کسی میت کے گھر والے نوحہ کرتے ہون تو اُس میت کے جنازے کی نماز پڑھے اور اُنکی بدعت کے سبب سے اپنا واجب ترک نکرے غرض کسی طریقہ کے مرشد سے بدگمان نہو ہان تا خبر دیکھلے سو یہ سب بات کب ہے جب اُس مرشد مین کوئی خلاف شرع کام پاوے یعنی کسی حرام کو یا مفسد مین اُسکو مبتلا دیکھے اور جب تک وہ مرشد کسی مباح کام کو کرتا ہے تب تک چونکہ شریعت سے اُسپر کوئی ملامت نہین ہے اُسپر اعتراض نکرے ہان اگر کسی مباح کام کے ترک کرنے مین مرید کو مصلحت معلوم ہوتی ہے اور مرشد اُس مباح کام کو کرتا ہے تو معلوم کرے کہ اُسکے نزدیک اُس مباح کام کرنے مین مصلحت ہوگی کیونکہ اُسکا علم بہت زیادہ ہے باقی فرض واجب سنت مستحب مباح حرام مکروہ مفسد کا بیان اور اُسکا حکم نور الانوار وغیرہ اُصول کی کتابون اور فقہ کی کتابون مین دیکھ لین اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ فرض کا حکم یہ ہے کہ ثواب ہے اُسکے کرنے مین اور عذاب ہے بے عذر چھوڑنے مین اور کفر ہے

انکار مین اور واجب کا حکم مانند حکم فرض کے ہے کرنے مین اعتقاد مین نہین برابر کہ اُسکا منکر کافر نہین ہوتا اور سنت کا حکم یہ ہے کہ ثواب ہے کرنے مین اور عذاب ہے چھوڑنے مین اور مستحب کا حکم یہ ہے کہ ثواب ہے کرنے مین اور چھوڑنے مین عذاب نہین اور مباح وہ ہے کہ جسمین بندے کو اختیار دیا گیا ہے کرنے اور نکرنے مین اور حکم اُسکا یہ ہے کہ نہونا ثواب اور عذاب کا کرنے اور نکرنے مین اور حرام کا حکم یہ ہے کہ ثواب ہے اُسکے چھوڑنے پر اللہ کے واسطے اور عذاب ہے اُسکے کرنے مین اور کفر ہے اُسکے حلال سمجھنے مین اور مکروہ تحریمی کا حکم یہ ہے کہ ثواب ہے اُسکے چھوڑنے مین اللہ کے واسطے اور قریب عذاب کا ہے اُسکے کرنے مین اور اُسکے حلال سمجھنے مین کفر نہین اور مفسد اُسکو کہتے ہین کہ جو باطل کرے کسی عمل شروع کردہ کو اور حکم اُسکا یہ ہے کہ عذاب ہے اُسکے کرنے مین عمداً جانتے اپنے ارادہ سے اور سہواً اور جہل سے اُسکے ہو جانے مین عذاب نہین ایسا ہی ہے خلاصہ کیا ہے مین باقی پیر کے ساتھ آداب نگاہ رکھنا جیسا کہ چاہیے اُسکا بیان بعضے ہدایت مین کرین گے انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کا بیان ربط القلب بالشیخ کے بیان کے بعد بہت مناسب ہے اب رسالہ مکیہ کا مضمون سنو فرماتے ہین پھر اگر مرید ویسا شیخ پاوے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور دستور کے موافق ہو تب بعد ان سب باتون کے دریافت ہو جانے کے اُسکے عمل کی تلاش اور تحقیق کرے کہ اُسکا عمل طریقت اور حقیقت کے موافق ہے یا نہین پھر اگر وہ مرشد کوئی بدعت کرتا ہو مگر طریقت اور حقیقت کے موافق اُسکا عمل ہو اور اس بات کو بزرگون کی زبانی دریافت کرے اور اُس فرقہ کی جماعت کے بزرگون کے احوال سے جو اُسکی پیروی کرتے ہین اور اُسکو دوست رکھتے ہین اور اُسپر انکار نہین کرتے دریافت کرے پھر جب مرید کو معلوم ہوا کہ اُس مرشد کے زمانے کے لوگ اُسپر انکار نہین کرتے اور بعضے

عالمون کو دیکھے کہ اُنکی پیروی کرتے ہیں اور دانا لوگ بڑے اور جوان اُس سے
بیعت کرتے ہیں اور طریقت اور حقیقت کی طلب میں اُسکے پاس رجوع کرتے ہیں تو یقین
جانے کہ وہ مرشد اُستاد اور ہوشیار ہے اس علم میں اور اگر وہ مرشد اپنی پیروی
کرنے کے واسطے قبول کرے یعنی اُسکو مرید کرے تو اُس سے مرید ہونا اور اُسکی
پیروی کرنا عین مصلحت ہے پھر طریقت کے معاملات میں وہ مرشد جو اسکو فرماوے
اُسمین اُسکی پیروی اور تابعداری کرے اور اپنے دلمین یہ اعتقاد رکھے کہ اُسکے واسطے
سواے اُس مرشد کے اور کوئی دوسرا مرشد نہیں ہے اور اُسکو اللہ تک پہنچاویگا
گر یہی مرشد اور اسکو توحید مطلب کہتے ہیں اور یہ توحید مطلب بڑا رکن ہے اسمین غلطی
کیا بہت سے مریدون نے اور دور پڑے اللہ تعالی کی راہ سے جبکہ اُنھون نے
تردد کیا مرشدون کے حق میں یعنے اپنے وہم باطل اور خیال سے تردد میں پڑے
کہ فلانے پیر اچھے ہیں یا فلانے پیر اور یہ مرشد کہ طریقہ میں سے ایک تردد پیدا ہوا اور
پریشان ہوئے توحید مطلب کے یہ معنی ہیں کہ طالب اپنے دل میں خوب تحقیق اور
ثابت کرے بڑی مضبوطی کے ساتھ کہ مقرر اُسکو اپنے مطلوب اور مقصود تک پہنچانا
ممکن نہیں ہے مگر ایک مرشد معین کے ہاتھ سے جسمین وہ سب صفتیں موجود
ہوں جو ہمنے پہلے ذکر کیا ہے پھر جبتک جو مرید کہ پراگندہ ہووے اُسکے دل
تصدیق یعنے کسی مرشد کا اعتقاد اُسکے دل میں نہ جما تو اللہ تعالی کو کچھ پروا
نہیں کہ جس میدان میں چاہے اُسکو ہلاک کرے سو جیسا کہ حق ایک ہی اور
قبلہ ایک ہے ویسا چاہیے کہ مطلب یعنی مرشد بھی ایک ہو تا کہ مرید میں شیطان
تصرف نہ کرے اور نہ بہکاوے اور ڈانوان ڈول نہ کر دے اُسکو نفس اور سزاوار
ہے کہ مرید صادق اور مخلص ہو یعنے سچا اور اخلاص والا ہو سو صدق اور سچائی
کے یہ معنی ہیں کہ مرید مستقیم ہو اور مضبوطی اور استقامت کے ساتھ اللہ تعالے

کے ساتھ ہر ظاہر میں اور باطن میں پوشیدہ اور کھلا یعنے ظاہری افعال اور باطنی
افعال کے ساتھ پوشیدہ اور کھلا عمل اور کے ساتھ ہو اور سزاوار ہے کہ اپنے سارے
اقوال اور احوال کے ساتھ اللہ تعالی کا طالب ہو یعنے اپنے بدن اور نفس اور قلب اور
عقل اور سر اور روح کے ساتھ اور اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ ساری حرکات
اور سکنات اور قیام اور قعود اور تقلبات یعنی اُٹھنا بیٹھنا اور افعال اور اقوال مرید کا
سب اللہ تعالی کے واسطے ہو اور اُسمین دوسری غرض مخلوط اس راہ کے
ساتھ مرید کیواسطے امید ہے اللہ تعالی کی ذات اور اُسکی صفات کی معرفت کا حاصل
ہونا اور یہ صدق اور اخلاص حاصل ہوگی توحید مطلب کے سبب سے ابو درداء
ہے ابی درداء سے انہے روایت کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنے فرمایا
کہتا ہے اللہ تعالی جس نے مجھکو طلب کیا اُسنے مجکو پایا اور جس نے میرے سوا
دوسرے کو طلب کیا وہ مجکو نہ پاویگا اور اس حدیث میں طالبوں کیواسطے حق تعالی
وتعالی کے پانے کی بڑی امید ہے اسواسطے کہ اُس سبحانہ نے طلب کرنے
اور پانے کو اپنی ذات کی طرف نسبت کیا لیکن طلب میں شرط ہے کہ کمال اعتقاد
کے ساتھ صدق کا ہونا اور طلب کرنی اور خالص کرنا دوسرے کی طلب کی
آمیزش سے یہانتک کہ ہووے مرید اپنی طلب میں صادق مخلص موحد اور توحید
صوفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ نہ یاد کرے کسی چیز کو سواے اللہ تعالی کے
اور نہ جانے کسی چیز کو سواے اُسکے اور نہ سمجھے کسی چیز کو سواے اُسکے اور
نہ دوست رکھے مگر اُسیکو پھر دوست رکھے اُسکی ذات کو اُسکی ذات کیواسطے
بس اسی ترتیب کے ساتھ صوفیہ کے نزدیک توحید ہے انتہی ایک مرشد سے
اسطرح سے اعتقاد رکھنے کا مضمون فی الحقیقت بڑا سچا اور مجرب ہے اور [illegible]
ہے کہ جب تک کہ اسطرح سے پکا اعتقاد کسی سے نہ ہو گا تب تک اُسکی تعلیم اور

حکم سے اللہ تعالی کی راہ اور اُسکی محبت مین جان مال عزت آبرو کو کس طرح
فدا کرے گا اور عجب عجب چیزون کا یقین مثل دیکھنے کے اُسکو کسطرح سے حاصل ہوگا
اسی واسطے دوسرے مرشد سے بیعت کرنے کا جہان جہان مذکور ہے وہان
پر پہلے مرشد سے جو اعتقاد ہے اُس اعتقاد کے درست رکھنے کا بھی مذکور ہے اسی
واسطے ایک شخص معین کی تقلید کرنا اور اپنے امام کو صواب پر جاننا فقہا کے
نزدیک واجب ہے کیونکہ اگر اپنے امام کے صواب پر ہونے مین شک اور تردد
ہوگا تو اُسکے اعمال اخلاص کے ساتھ نہ ادا ہون گے اور اُس دوسری بیعت
کا نام بیعت تبرک ہے یعنے بقصد برکت حاصل کرنے کے صالحین کے سلسلہ
مین داخل ہونا بمنزلہ اسناد حدیث کے ہے کہ اُسمین بلا شبہ برکت ہے اور
اس زمانہ مین جو لوگ شرک اور بدعت اور گناہ ترک کرنے کے واسطے کسی عالم
کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہین اسکا نام بیعت توبہ ہے اسکا بار بار کرنا منافی
نہین اور اصل بیعت جو شاہد وار ایمان تحقیقی اور معرفت کے حاصل ہونے کے
واسطے ہے اُسکو کسی نے بیعت تاکد عزیمت کہا جیسا کہ قول الجمیل مین ہے اور
تاکد عزیمت کے یہ معنی ہین کہ مضبوط کرنا دل کے قصد کا اخلاص کے ساتھ
امر الہی کے بجالانے اور اُسکے مناہی کے ترک کرنے پر ظاہر اور باطن سے اور
اللہ تعالی کے ساتھ دل کا علاقہ لگا رہنے پر اور کسی نے بیعت توحید المطلب
لکھا ہے جیسا کہ رسالہ مکیہ مین ہے اور کسی نے خرقہ ارادت کا لینا لکھا ہے
جیسا کہ عوارف اور مکتوبات مین ہے تو اس صورت مین جس نے پہلے بیعت توبہ
کی کیا ہو اور اُسکو مذکورہ مضمون کا مرشد پیچھے سے ملا تو اُسکو ضروری ہے کہ اس مرشد
سے اصل بیعت کرے اور اصل بیعت کے بعد پھر دوسرے مرشد سے اصل
بیعت کی حاجت نہین مگر جب مرید کامل نہ ہونے پایا اور ناقص رہ گیا ہو اور اُسکے

مرشد نے سفر آخرت کو کیا ہو تب وہ پھر اصل بیعت کر سکتا ہے اور اپنے مرشد کے
ہاتھ پر بار بار بیعت کرنا تو پہلے سے درست ہے اور صحابہ کی جماعت بھی الفاظ کی
بار بیعت کرنے کو عمل اور طرائق من کر درست نہین بلکہ اُسکی تفصیل کو یاد رکھنا
ضرور ہے اور اگر کسی نے اپنی نادانی اور جہالت کے سبب سے جو مرشد کسوٹی کے
موافق نہین ہے اُس سے اصل بیعت کر لیا تو حقیقت مین وہ اصل بیعت نہ ہوئی۔
اُس بیعت سے توبہ کرے اور پھر دوسرے مرشد سے جو کسوٹی کے موافق ہے
اصل بیعت کرے یہ سب مضمون جو ہمنے لکھا ہے سو رسالہ مکیہ اور قول الجمیل
اور وصیت نامہ اور مکتوبات مین غور کرنے سے سمجھ مین صاف آجاوے گا اب
اس مضمون کی خوب تحقیق مکتوب و وصیت و وصیت رحیمیہ سے سنو۔ فرماتے ہین
وہ اس طریق مین پیری اور مریدی طریقہ کی تعلیم اور تعلیم مین سکھانے اور سیکھنے پر
ہے کلاہ اور شجرہ دینے سے نہین ہوتی جیسا کہ اکثر مشائخ کے طریقہ مین رسم ہوگئی ہے
یہان تک کہ اُن لوگون میں سے جو مشائخ ہین بہت مضمون نے پیری اور مریدی کو
کلاہ اور شجرہ پر منحصر کر دیا ہے اسی سبب سے وہ لوگ کئی پیر کا ہونا تجویز نہین کرتے
ہین اور جیسا طریقت کو جو سلوک الی اللہ تعلیم کرتا ہے اور تصوف کے مسائل سمجھاتا ہے
اُسکو مرشد کہتے ہین اور اُسکو پیر نہین جانتے اور پیری کے آداب اُسکے حق مین بجا
نہین لاتے سو یہ اُنکی نادانی جہالت اور نارسائی کے سبب سے ہے اور انہین جانتے
کہ اُنکے مشائخ بیچکے سلسلہ مین وہ مرید ہین پیر تعلیم ہیں جس سے پہلا مرید ہوا اور تعلیم
پایا ہے اور پیر صحبت بھی جسکی صحبت مین نفس کے تزکیہ کے واسطے اور اللہ تعالی کے
قرب اور محبوب بن جانے کیواسطے رہا کرتا ہے دونون کو اُن لوگون نے پیر کہا ہے
اور کئی پیر کے ہونے کو اُن لوگون نے تجویز کیا ہے بلکہ پہلے پیر کے جیتے حیات مین
اگر کوئی طالب اپنی رشد اور ہدایت کو دوسری جگہ دیکھے تو اُسکے واسطے درست ہے

کر چکے پیر سے انکو نہ کرے یعنی دوسرے پیر کو نہ لیا کرے اور حضرت خواجہ
بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے اس بات کے دریافت کرنے میں علماء بخارا
سے فتوی بھی لیا تھا کہ اگر ایک پیر سے خرقہ ارادت کا پایا ہو پھر ایک پیر
صوفیہ کے طریقہ کا سلوک سیکھنے کو اپنے پہلے عمل میں جو ہے اور اسکے
واسطے پیر سے ایک تازہ ارادہ میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں ہے انکو جواب دیا تھا کہ
اور جیسا کہ سالک بہتر ہے جیسا انکو توحید مطلب بنانا چاہیے ہو تو انکو بیعت
کی بیعت اس سے کیا ہو تو دوسرے سے خرقہ ارادت کا نہ لے بلکہ انکو توحید کے
بیان کے تاکہ بیعت کی جیت اسی سے کر سکتا اور اس طرح سے مرید نہ ہو کر پہلے
پیر سے اس اعتقاد مذکور کو باطل کرے اور اس پہلے مرشد ہونے کو نہ سمجھے اس
دوسرے پیر سے مرید ہو اور پہلے پیر سے برگشتہ نہ ہو بیا وجہ ہے کیونکہ اس میں شک
اور تردد میں گرفتار ہوگا بلکہ اگر دوسرے پیر سے خرقہ لے تو خرقہ تبرک کا لے
یعنی برکت کے واسطے دوسرے پیر سے بیعت کرے تو خرقہ لینا صوفیہ کی بولی میں مرید
ہونے کو کہتے ہیں تو اس بیان سے یہ بات لازم نہیں آئی کہ مطلقاً دوسرے پیر
سے مرید نہ ہو بلکہ درست ہے کہ خرقہ ارادت کا ایک پیر سے لے اور طریقت دوسرے
سے سیکھے اور تیسرے کی صحبت میں رہا کرے اور اگر یہ تینوں دولت ایک ہی شخص
سے میسر ہو تو کیا بڑی نعمت ہے اور درست ہے کہ تعلیم اور صحبت کا فائدہ کئی پیروں
سے لے آپ جانتا ہے کہ پیر وہ شخص ہے جو مرید کو حق سبحانہ کے ملنے کی راہ
بتاوے اور یہ بات طریقت کی تعلیم میں زیادہ نظر پڑتی ہے اور خوب ظاہر ہے
اور پیر تعلیم کا تیسرا ہے جو علم شریعت کی تعلیم کرتا ہے اور
طریقت کی باتیں جو تصوف کی باتیں تعلیم کرتا ہے اور توحید المطلب بتانے کے
قابل ہو اور پیر خرقہ جس سے ہو ند تبرک کی کر لیا ہے یا موافق رسم کے

وہ شجرہ لے لیا ہے تو بس پیر تعلیم کے آداب کو زیادہ نگاہ رکھنا چاہیے یعنی جو شخص
درجہ قربت اور حقیقت کی تعلیم کے قابل ہو اسکا بڑا ادب ہے اور باقی پیری کا کام پہچانے اسی
سے جب حق ادا کرنا ہوتا تھا بانی کی بیعت سے مرید ہونے کے درست ہونے کو
بیان نزل مجلس میں دیکھو حضرت مرشد برحق سے ایک شخص نے کہا کہ دو تین
سے ہر ایک بیعت لے
حضرت مرشد نے فرمایا کہ نہایت کار روز پاؤں پھسلنے کا وقت ہو جیسے علاج
کرنے کا وقت نہیں ہے اور جب کسی کا پاؤں پھسلتا ہے تو اگر ایک آدمی اسکا ہاتھ پکڑ
لیتا ہے تو اسکو بڑی قوت ہو جاتی ہے اور اگر دو تین آدمی اسکے ہاتھ تھام لیتے ہیں تو اسکو
بہت زیادہ قوت ہو جاتی ہے سبحان اللہ کیا خوب جواب دیا سچ ہے کہ قیامت کا دن
تنہائی ہے اور مرشد دین سے دستگیری کی امید ہے اللہ کے حکم سے
تعالی مرید پیروں کا اعتقاد پیروں سے درست رکھتے ہیں تب یہ
اور مثلاً کوئی شخص ایک مرشد سے مرید ہوا اور انکی صحبت میں رہنے اور ذکر و شغل
سیکھنے اور تصوف کے مضامین کے تحقیق کرنے کا اتفاق نہ ہوا اور ناتمام رہ گیا
اور ان باتوں کے بتانے کے قابل کوئی دوسرا پیر ملا تو اس سے ضرور مرید ہو
اور یہ باتیں اس سے سیکھے اور ہرگز ہرگز وسوسہ نہ کرے اور صحابہ لوگ جو
آنحضرت سے بیعت کئے تھے اور انکو قیامت تک پھر کسی سے بیعت کرنے کی
حاجت نہ تھی اور نبی اور نعمت سے آسودہ ہو چکے تھے سو وہ لوگ بھی نیک نیت
اور دین کی ترقی اور دینی مصلحت کے واسطے پھر حضرت صدیق سے بیعت کئے پھر
حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی سے بیعت کئے رضی اللہ عنہم اس مضمون
کو یاد رکھے اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر صحابہ لوگ بار بار
بیعت کرتے تھے اسی طرح سے اپنے مرشد کے ہاتھ پر بیعت کیا کرے اور اس

زمانہ میں حضرت امیر المومنین سید احمد قدس سرہ کے طریقہ میں داخل
نعمت جانے اور جو شخص بدعتوں اور شرک میں اور گناہ کبیرہ میں گرفتار
ہو وہ احتساب اور تعزیر کے قابل ہے اس سے بیعت کرنا حرام ہے او
ر بیعت ہو چکا ہے تو انکی بیعت سے توبہ کرنا اور اس بدعتی سے کنارہ کرنا واجب
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ یعنی کنارہ کر
جاہلوں سے اس ملک میں جو بعضے جاہلوں نے اپنے مرید کو تعلیم کر دیا
ہے ہماری صورت کا خیال اپنے سامنے ہر وقت رکھے اور نماز کے وقت سجدہ
کے مقام میں انکی صورت کا خیال کرنے اور انکے پاؤں پر سجدہ کرے
اور کسی نے مرید کو یہ مراقبہ تعلیم کیا خیال کرے کہ گویا اسکے دل پر ایک تخت
ہے اس پر انکا مرشد بیٹھا ہے اور انکی پیشانی پر سنہرے حرف سے لفظ یار لکھ
ی ہے سو ایسا جاہل مرشد چھوڑنے کے قابل ہے اور اسکی بیعت سے تو
بہ کرنا اور اس سے کنارہ کرنا واجب ہے اور بڑا افسوس ہے کہ بعضے اشراف لوگ
اور پڑھے لکھے آدمی ایسے جاہلوں کی مریدی پر لوٹے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم حضرت
پیر دستگیر شاہ [illegible] کے مرید ہیں حالانکہ یہ بڑی شرم کی بات ہے اور نماز میں
جو اللہ جل جلالہ کی تعظیم کا مقام ہے مرشد کا خیال کرنا گدھے اور گائے کے خیال
سے زیادہ برا ہے کیونکہ گدھے اور گائے کا خیال حقارت کے ساتھ ہوتا ہے
اور مرشد کا خیال تعظیم کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ شرک ہے آپ حضرت مرشد برحق
سید احمد قدس سرہ جو مرشد صاحب تاثیر تھے اور انکے صاحب طریقہ ہونے کا
بیان جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا تھا
حکایت کر سنو حکایت اس حکایت سننے کے پہلے یاد رکھو کہ حضرت مولانا شاہ
عبدالعزیز قدس سرہ حضرت سید احمد صاحب کو انکے ابتدا وقت سے مرید

کیا کرتے تھے اور حضرت مولانا عبدالحی صاحب اور ہم سب جانتے تھے کہ میاں صاحب
کہا کرتے تھے اور مولانا عبدالحی مولانا محمد اسمٰعیل کو میاں محمد اسمٰعیل کہا کرتے تھے
پھر کہا اس حکایت کو ہم جیسے انکے بلفظہ بیان کرینگے اور یہ شخص انہیں میں [illegible]
ان شخصوں کے یاد رکھے گئے اب وہ حکایت سنو کہا ہمارے بزرگوں نے
حضرت خالد ربانی مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ سے عرض کیا کہ آپ جو اسقدر میاں صاحب
سے اعتقاد رکھتے ہیں اور وہ آپ سے چھوٹے ہیں [illegible] بزرگی کے
میاں صاحب کی محبت اتنا رکھتے ہیں اور آپکے [illegible] اور انکے سوا آپ کے
پاس [illegible] نہیں اور آپ جب میاں صاحب کے [illegible] ہیں تو
[illegible] اور [illegible] دعا کرتے ہیں تو آپ ہم سے سچ بیان کیجئے کہ آپ نے میاں
صاحب سے کیا پایا [illegible] حال ایسا بنا یا سبب ہوا [illegible] فرمایا کہ [illegible]
[illegible] سچ بیان کرو [illegible] میرا یہ حال تھا کہ میں سالک الی اللہ اور صاحب سلسلہ
ہونے کا [illegible] میں نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ سے
عرض کیا کہ مجھکو آپ سلوک الی اللہ تعلیم کیجئے اور [illegible]
والی مرشد [illegible] سے توجہ [illegible] تھا مگر میرا مقصود حاصل نہ ہوا تب آپ نے
مجھکو حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے پاس بھیجا [illegible]
میرا مقصود حاصل نہ ہوا تب میں نے حضرت مولانا سے [illegible] عرض کیا کہ [illegible]
کے توجہ کا محتاج ہے اور [illegible] مقام میں پہنچے [illegible] مجھکو [illegible]
بیٹھے تب حضرت مولانا نے فرمایا کہ میاں میں بہت [illegible] مجھ میں
بہت [illegible] پہنچنے کی قوت نہیں یہ مقصد تمہارا میر احمد صاحب سے حاصل ہوگا
تم انسے بیعت کرو تب اس [illegible] کا یہ فرمانا مجھکو بہت [illegible] اور میں [illegible]
[illegible] جب [illegible] بھر گئی [illegible] اور میں مرض گیا [illegible] چند روز

بہرا کمی درجہ ہوا کہ میں اور حضرت میاں صاحب اور میاں محمد اسمعیل مدرسہ کے
ایک ہی مکان میں رہا کرتا تھا ایک شب کو بعد عشا کے جب ہم تینوں شخص پلنگ
پر سوئے تب میاں صاحب نے فرمایا کہ مولانا مجھکو حضرت رب العالمین نے
محض اپنے فضل و کرم سے بطور الہام کے خبر دیا ہے کہ فلانی تاریخ فلانے سفر
میں تو ہوگا فلانے مقام میں یہ ہوگا فلانے مقام میں وہ ہوگا اور اسقدر لوگ مرید
ہونگے وعلی ہذا القیاس سب باتیں بیان کیا پھر دوسرے روز بھی ایسی ہی عجیب
و غریب باتیں بیان کیا اسیطرح سے کئی روز تک از ابتدا تا انتہا مراد جہاد
کی اقسام کا بیان بتفصیل تمام فرمایا تب ہمنے اور میاں محمد اسمعیل نے مشورہ کیا
کہ اگر یہ سب باتیں سچ بیان کرتے ہیں تو بلا شبہ یہ بہت بڑے شخص اور قطب ہیں
اُنسے کچھ فیض لینا بہت ضرور ہے سو آؤ کسی بات میں انکا امتحان کریں تب میاں
محمد اسمعیل نے کہا کہ آپ جیسے بڑے ہیں آپ ہی تجویز کرکے کسی بات میں امتحان
کیجئے آخر کو جب پہر رات گئی میاں صاحب نے پکارا کہ مولانا تب ہمنے عرض کیا
کہ حضرت آپکی بزرگی میں کچھ شبہ نہیں مگر ان سب باتوں سے کیا فائدہ کچھ کام کی بات
کہئے تب فرمایا کہ مولانا کیا مانگتے ہو تب ہمنے کہا کہ حضرت ہم یہی مانگتے ہیں کہ جیسی نماز
صحابہ کرام ادا کرتے تھے ویسی ہی دو رکعت ہمسے ادا ہو یہ کہنا اور میاں صاحب
بلبلا کر خاموش ہو گئے اور اس روز پھر کچھ نہ بولے تب ہم لوگوں نے جانا کہ
فقط زبانی باتیں ہیں ان باتوں سے انکو کچھ علاقہ نہیں مگر بسبب کی دوستی اور
صحبت کی مروت سے ہم لوگ کچھ نہ بولے کہ اب شرم دنیا کیا فرد ولا اور چپ کرکے
سور ہے پھر آدھی رات کے کچھ قبل یا بعد حضرت میاں صاحب نے پکارا مولانا
آ کر بیٹھنے سے مجھکو تشویش ہوا بعد میں پردہ میں کھڑے ہو گئے اور اپنی
جناب سے مجھکو بڑا امتنان دیا گیا تب میں نے جواب میں کہا حضرت تب فرمایا کہ

جاؤ اسوقت اللہ کیواسطے وضو کرو تب میرے بدن پر خوف و شوق ظاہر ہوا اور بحکم آنجناب کے
گیا کہ بہت خوب دو تین قدم میں چلا تھا کہ پھر پکارا مولانا تشریف لائیے پھر کے حضرت
کے پاس حاضر ہوا فرمایا کہ تمنے خوب سمجھا جو کہا گیا میں نے کہا کہ اللہ کیواسطے
وضو کرو پھر میں نے کہا بہت خوب اور چلا دو تین قدم چلا تھا کہ پھر پکارا اور
اُسی طرح فرمایا اسی طرح تین بار کہا اور تیسری بار جاکے میں وضو کرنے لگا تو پایا
حضور دل اور حق سبحانہ کے خوف سے میں نے ادب کے ساتھ وضو کیا کہ ایسا
وضو کبھی نہ کیا تھا پھر وضو کرکے حضرت کے حضور میں حاضر ہوا فرمایا کہ جاؤ
اللہ رب العالمین کیواسطے اسوقت دو رکعت نماز پڑھو سو خوب میرے بدن پر
تشعریرہ ہوا اور نماز کیواسطے چلا اور دو تین قدم چلا تھا کہ پھر پکارا اور میں حضور
میں حاضر ہوا فرمایا کہ تم نے خوب سمجھا یا نہیں میں نے کہا کہ جاؤ اسوقت
اللہ رب العالمین کیواسطے دو رکعت نماز پڑھو میں نے کہا کہ بہت خوب اور
نماز کے واسطے چلا پھر تیسری بار پکارا اور ویسا ہی سمجھایا تب میں نے
ایک گوشہ میں نماز شروع کیا تو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی ایسا شاہد و جلال
میں غرق ہوا کہ ہوش نہ باقی رہا اور بیقرار رو پڑا کہ آنسوؤں سے ڈاڑھی تر ہو گئی اور سرشار
نماز میں غرق ہو گیا کہ دنیا کی یاد مطلق نہ باقی رہی اور نہایت خوف اور لذت
کے ساتھ میں نے دو رکعت نماز پڑھی جب دو رکعت پڑھ چکا تو خیال کیا کہ میں نے
سورۂ فاتحہ نہ پڑھا تھا پھر سلام پھیر کے دوبارہ دوسری بار دو رکعت
کی نیت کیا پھر جب پڑھ چکا تو خیال کیا کہ فاتحہ میں سورہ کو ضم نہ کیا تھا پھر
شروع کیا اسی طرح ہر بار ایک ایک واجب کے ترک کرنے کا خیال آتا
تھا اور نماز کو ناقص سمجھ کے دہراتا تھا واللہ اعلم سو رکعت یا زیادہ کم پڑھا
ہوگا کہ صبح صادق کا قرب ہوا پھر آخر کو ناچار ہو کے سلام پھیرا اور بیت

شرمندہ ہوا کہ میری استعداد اس طرح کی ناقص ہے کہ دو رکعت پوری بھی حضور دل کے ساتھ نہ پڑھ سکا اور اتنے بڑے کامل شخص کو میں نے آزمایا اب اگر وہ پوچھیں گے کہ دو رکعت اللہ کے واسطے پڑھا تو میں کیا جواب دونگا میں تو حضور دل کے ساتھ جیسا کہ حق نماز پڑھنے کا ہے ویسا دو رکعت بھی پڑھ نہ سکا اسی سوچ میں شرم کے دریا میں غرق ہو گیا اور اپنے قصور کا معترف ہو کے اللہ سبحانہ کے خوف سے استغفر اللہ استغفر اللہ کہنے لگا یا جب اذان ہوئی تب کو ہوش ہوا اور یاد پڑا کہ صحابہ کرام کا یہی حال تھا کہ تمام رات عبادت کرتے اور پچھلی رات کو استغفار کرتے تھے انکی شان میں اللہ تعالے نے فرمایا والمستغفرین بالاسحار اور سوچا کہ بلاشبہ یہ بڑے کامل مرشد ہیں کہ انکے کلام سے میرا عقیدہ پورا ہوا اللہ جو نعمت مدت دراز کی محنت میں حاصل ہوتی تھی وہ انکے ایک دم کے فرمانے سے حاصل ہوئی پھر میں مسجد میں گیا اور قبل نماز فجر کے میں نے حضرت میاں صاحب کی بیعت کیا بعد صبح کی نماز کے بھی میاں محمد اسمعیل سے میں نے رات کا قصہ پورا بیان کیا ہوگا وہ بھی ہمارے صادق بات تھے انھوں نے بھی حضرت میاں صاحب کی بیعت کیا پھر تین دن کو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کے پاس گیا اور رات کا قصہ بیان کیا اور اپنے بیعت کرنے کا بیان کیا آپ نے فرمایا بارک اللہ بارک اللہ خوب کیا میاں میں تم سے اسیواسطے کہا کرتا تھا کیوں میاں تمنے میر صاحب کا کمال دیکھا تب میں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے بہت دنوں آپ کی خدمت کیا اور بہت طریقوں کے موافق میں نے شغل اور مراقبہ کیا پر مقصد کچھ نہ حاصل ہوا حضرت سید صاحب نے ایک بات زبان سے کہدیا اور میں نے اپنی مقصد پا گیا حضرت یہ کون طریقہ کہلاتا ہے تب فرمایا کہ میاں ایسی

لوگ کسی طریقہ کے محتاج نہیں ہوتے ایسے لوگ جو زبان سے کہیں وہی طریقہ ہے ایسے لوگ خود صاحب طریقہ ہوتے ہیں اور ایسے لوگ طریقہ نکالتے ہیں حضرت مولانا کے فرمانے سے اور بھی زیادہ مجھکو حضرت میاں صاحب کے مرشد صاحب طریقہ ہونے کا یقین ہوا اور میرا اعتقاد اور بھی زیادہ ہوا اس سبب سے میں میاں صاحب کی غلامی میں حاضر ہوں اور انکی غلامی کے قابل ہی میں بھی شک نہیں پاتا تمام ہوئی تقریر مولانا عبدالحی مرحوم کی بس حضرت مرشد برحق کے صاحب طریقہ ہونے کے واسطے ہندوستان اور بنگالے کے سارے اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کا اسقدر فرمانا کافی ہے

حکایت اور ایک روز اس عاجز نے مولانا عبدالحی سے عرض کیا کہ کشف اور مشاہدہ کی حقیقت بیان کیجئے تب مولانا نے فرمایا کہ جسقدر کتابوں میں لکھا ہے اسقدر میں بیان کر سکتا ہوں اور تم بھی دیکھ سکتے ہو مگر جس غرض سے تم پوچھتے ہو سو میاں صاحب سے پوچھنے سے حاصل ہوگی تم میاں صاحب سے پوچھو تب اس عاجز نے میاں صاحب سے پوچھا میاں صاحب نے فرمایا کہ کشف اور مشاہدہ حاصل ہونے کا طریقہ جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے ویسا میں نے صراط المستقیم میں لکھوا دیا ہے مگر دستور ہے کہ جب کوئی مبتدی سے پوچھتا ہے کہ دو اور دو کیا ہوتا ہے تب وہ کہتا ہے کہ چار پھر جب کہتا ہے کہ چار چار کیا ہوتا ہے تب وہ کہتا ہے آٹھ پھر کہتا ہے کہ آٹھ اور آٹھ کیا تب وہ کہتا ہے سولہ پھر کہتا ہے سولہ اور سولہ کیا تب کہتا ہے بتیس پھر جب کہتا ہے بتیس اور بتیس کیا تب وہ کہتا ہے چونسٹھ پھر وہ کہتا ہے کہ چونسٹھ اور چونسٹھ کیا تب وہ آنکھ بند کر کے غور کر کے کہتا ہے کہ ایک سو اٹھائیس ہے میاں صاحب نے بھی ہمارے سمجھانے کو آنکھ بند کر کے یہ بات فرمایا تھا اسوقت کے فرمانے کی صورت گویا کہ یہ عاجز دیکھ رہا تو پھر فرمایا کہ میں

کھوے مراقبہ کرتا ہون اور مجھکو مشاہدہ حاصل ہوتا ہی تم بھی انکو کھوے کھوے مراقبہ کیا کرو بس میان صاحب کے ارشاد دینے سے میں اپنے مقصد کو پہنچا اور مشاہدہ اور فنا اور بقا اور [illegible] سب کچھ کھل گیا اور اب اپنی ساری طہارت اور عبادت اور ذکر کو مشاہدہ سے خالی نہین پاتا جزاهم الله عنا خير الجزاء و الحمد لله على ذلك ۔

چوتھی ہدایت

اس بات کے بیان مین کہ رتبہ شیخت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت ہی اور اس رتبہ والے کا یہی کام ہے کہ مرید کو اللہ تعالی کا محبوب بنا دیتا ہی اور اللہ تعالی کو مرید کا محبوب بنا دیتا ہی اور سالک اور مجذوب کے بیان مین اور مرشد اور خادم کے فرق کے بیان مین ۔ جاننا چاہئے کہ شیخ یعنی مرشد اور پیر مشائخ اور شیخت انکی جمع ہی اور شیخت معنی مرشدی کے بھی آتا ہی عوارف المعارف کے دسوین باب مین رتبہ شیخت کی شرح مین یہ فرماتے ہین [illegible] بہت ہی مختصر یہ ہی فرماتے ہین حدیث مین آیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اُس مالک کی کہ محمد کی جان اسکے ہاتھ مین ہی اگر تم چاہو تو مین تم سے قسم کہا کے کہون یعنی یہ بات بڑی یقینی ہی کہ اللہ کے بندون مین سے اللہ کے نزدیک بڑے پیارے وہ لوگ ہین کہ اللہ کو دوست بنا دیتے ہین اللہ کے بندون کے نزدیک اور اللہ کے بندون کو دوست بنا دیتے ہین اللہ کے نزدیک اور زمین پر چلتے ہین مسلمانون کی خیرخواہی اور خیراندیشی کے ساتھ یعنی انکی اوقات مسلمانون کی خیرخواہی و خیراندیشی اور انکی مدد کرنے مین گذرتی ہی اور زمین مین نصیحت کرتے پہرتے ہین اللہ تعالی کا دین اور اسکے رسول کی سنتون کی عزت اور بزرگی ظاہر کرنے اور قوت دینے کیواسطے اور اللہ تعالی کی کتاب کے احکام ظاہر کرنے کیواسطے

اور بادشاہون کے بادشاہ کے اور سارے مسلمانون کے دین کے کام اور دنیا کے کام جو دین حاصل کرنے کے واسطے ہین سبکی اصلاح اور درستی کیواسطے اور یہ مضمون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا یہی رتبہ شیخت کا اور رتبہ کا ما حاصل ہی یعنی اللہ تعالی کیطرف بلانے والون کا ہی اسواسطے کہ شیخ دوست کر دیتا ہی اللہ تعالی کو اسکے بندون کے نزدیک فی الحقیقت اور دوست کر دیتا اللہ تعالی کے بندون کو اللہ تعالی کے نزدیک اور رتبہ شیخت کا سب رتبون سے اعلی اور بڑھ چڑھ کے ہی صوفیہ کے طریق مین ۔ اور یہ جو کہ اللہ تعالی کی طرف بلانے مین نبوت کی نیابت ہی لیکن شیخ جو اللہ تعالی کے بندون کو اللہ تعالی کے نزدیک دوست کر دیتا ہی سو اسکی وجہ یہ ہی کہ شیخ چلاتا ہی مرید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کی راہ اور جس شخص کو آنحضرت کی اقتدا اور پیروی ٹھیک اور درست ادا ہوئی اُسکو اللہ تعالی دوست رکھتا ہی فرمایا اللہ تعالی نے تیسرے سیپارہ سورۃ آل عمران مین قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ترجمہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہیگا اور طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے طریق کو بیان فقہ کی کتابون مین کہ طہارت سے شروع ہے اور میراث کے بیان تک ختم ہوا ہی سو اس ملک مین لامذہب لوگ نکلے ہین کہ وہ فقہ پر عمل کرنے سے منع کرتے ہین اور لوگون کو مرید کیا کرتے ہین سو وہ جو تمام رشد اللہ ہی لامذہب مرشد دونون جاہل مرشد ہین انسے جو مرید ہوا ہو اسپر واجب ہی کہ انسے کنارہ کرے کیونکہ یہ جاہل ہین و انسے کنارہ کرنے کا بیان قریب ہی آیت واعرض عن الجاهلين سے کہہ چکے اللہ تعالی مسلمانون کو توفیق دے کہ سچے مرشد کو تلاش کرین اور اسکو پہچان کے اُس سے مرید ہون اور بندون کی چال سے پرہیز کرین یعنی جیسا کہ

بندہ لوگ برہمن کو اپنا گرو بنا لیتے ہین اُنکی بھلائی برائی کی تلاش نہین کرتے ہین
دنیا مسلمان لوگ نہ کرین اور شیخ جو اللہ تعالیٰ کو اُسکے بندون کے نزدیک دوست
کر دیتا ہے سو اُسکی وجہ یہ ہے کہ شیخ بتلاتا ہے مرید کو نفس کے تزکیہ یعنی پاک کرنے
اور تجلا کرنے کی راہ اور جب بندے کا نفس پاک ہوا تب اُسکے دل کے آئینہ
کی جلا ہو گئی اور انوار عظمت الٰہیہ کا عکس اُسمین پڑا اور جمال توحید کا اُسمین ظاہر ہوا
اور بصیرت کی تیلیان انوار قدم کے جلال کے دیکھنے مین اور کمال ازل کے
دیکھنے مین کھنچ گئین یعنی اُسکو مشاہدہ اور حق الیقین حاصل ہوا تب بندہ نے
خواہ مخواہ اپنے رب کو دوست رکھا جب اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ ہونے کا ملکہ
اور اشتیاق نفس ناطقہ کو حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ایک علاقہ اُسکو لگ جاتا ہے
اور یہ علاقہ لگ جانا نفس ناطقہ کی صفت ہو جاتی ہے کہ ایکدم جدا نہین ہوتی
مثل دیکھنے سننے وغیرہ صفتون کے تب اس ملکہ کو بصیرت کہتے ہین جیسا کہ
آنکھ کی بینائی کو بصارت کہتے ہین اور اسی ملکہ کو نسبت کہتے ہین اور یہ محبت
سبب ہے نفس کے تزکیہ کی فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ والشمس مین قَدْ اَفْلَحَ
[illegible] یعنی تحقیق خلاص ہوا وہ شخص جس نے پاک کیا اُس نفس کو اور یہ فلاح
اور [illegible] اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہونے سے ہوتی ہے اور یہ بھی ہے کہ
دل کے آئینہ کی جب جلا ہو گئی تب دنیا کی برائی اور نیکی حقیقت اور ماہیت
کے سامنے ظاہر ہو گئی اور آخرت ظاہر ہو گئی اور اُسکا کنہ اور غایت اور انجام
ہو گیا تب کھل جاتی ہے بصیرت بر حقیقت دارین کی یہ حاصل دونون منزلون کا
جب دو قسمہ کا ہم نے بیان کیا اور یہ غنیمت کرتا ہے فنا ہونے والی ہین تب ظاہر
ہوتا ہے کہ نفس کے تزکیہ اور مرشد کی کوشش اور تربیت کا تو مرشد جو ہو
اللہ تعالیٰ کی جو ہدایت کرون ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدھی راہ دیتا ہے مرشد کے

وسیلے سے مریدون کو اور مرشد کے وسیلے سے طالبون کو جو اُسکی ذات کے
مرید ہوا اُسکی خوشی کے طالب ہین انتہی اس مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی عادت یون ہی جاری ہے کہ اپنے بندون کو مرشد کے وسیلے سے ہدایت کرے
اور جسکو وہ سبحانہ گمراہ کرتا ہے اُسکو مرشد نہین ملتا فرمایا اللہ تعالیٰ نے پندرھوین سیپارہ
سورہ کہف مین وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا اور جسکو وہ گمراہ
کرے پھر تو نہ پاوے اُسکے کوئی رفیق راہ پر لانے والا پھر آگے اسی باب مین جو مضمون فرمائے
ہین اُسکا خلاصہ سنو زہری ابن عبداللہ نے کہا کہ مین نے سنا عبداللہ ابن بشر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے وہ کہتے تھے کہ جب اکٹھا ہوں
کسی جماعت یا کسی مقام مین بیس مرد یا زیادہ پھر اگر نہ ہوا ان مین وہ شخص کہ ڈرے
اللہ عزوجل سے تو سمجھو قریب ہوئی قیامت سو مشائخ کے اوپر لازم ہے اللہ تعالیٰ
کی تعظیم اور اُس سے ڈرنا یعنے مرشد لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہین اور اُسکی تعظیم
کرتے ہین اور مرشدون سے مرید لوگ آداب شرعی سیکھتے ہین ظاہر مین بھی
اور باطن مین بھی فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساتوین سیپارہ سورہ انعام مین اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ وہ لوگ تھے جنکو ہدایت دی اللہ
نے سو تو چل اُنکی راہ سو مشائخ نے جب سیدھی راہ پایا تب اُن کامل ہوے
لوگون کی اقتدا اور پیروی کرین اور وہ لوگ متقیون کے امام مقرر کئے گئے
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرے بندہ
پر غالب ہوتا ہے میری ذات کا اشتغال یعنی میری ذات کے مراقبہ مین غرق ہو جاتا
ہے تب مین لگا دیتا ہون اُسکے دل کے قصد اور لذت کو اپنی یاد مین پھر جب مین
اُسکے دل کے قصد اور لذت کو اپنی یاد مین لگا دیا تب بندہ مجھکو سب سے زیادہ
دوست رکھتا ہے اور میرا عاشق بن جاتا ہے اور مین اُسکو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہون

اور سرے اور آخر نبی ہے اُنکے درمیان میں جو ہر نبی ہے ہر نبی کی ولی پر دامن کو اُنکے
بدل میں انگو بیٹا ہو وانی قوت طبیعت میں حاصل ہوتا ہے جب ورد بیٹے دیکھو انھیں اور
میں جو بیج ہو کہ جیسو قسم کے لوگ جو بنے ہیں ایسے بنے ہیں جو میں ان کے تمام ہم جانتے
وہ لوگ ہیں ابدال ہیں جو حق وہ لوگ ایسے ہیں کہ جیسا ہم ان کو بناتا ہوں زمین
پر کسی عذاب آنا ہو گا تب مجھ کو ان کی برکت سے
پر سے عذاب کو پھیر لیتا ہوں انکی ہیں وہ
لوگ ہر شہر کے قابل ہوتے ہیں ان سب لوگوں کو دنیا
ذکر کیا اب ابدال کی تحقیق میں کیا ذکر ان ایک جماعت ہیں
لوگوں میں کہ کرنے دنیا خالی نہیں ہوتی جب انمیں سے ایک شخص مرجاتا ہے انکے بدلے
میں اللہ تعالیٰ دوسرے شخص کو انکی جگہ پر مقرر کر دیتا ہے ابدال کا واحد بدل ہے
بدل معنی جو چیز کہ دوسری چیز کی جگہ پر ہو مشکوٰۃ مصابیح میں باب ذکر الیمن و الشام
و ذکر اویس قرنی کی تیسری فصل میں ابدال کے بیان کی حدیث ہے شیخ ابن
عبید نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے اسکو دیکھیں اس حدیث کا اور شرح لمعات
میں جو اسکی شرح کیا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ابدال لوگ چالیس مرد ہیں جب انمیں کہ
ایک مرد مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ اُنکے بدلے میں دوسرے کو لاتا ہے انکے رہنے
سے اور انکی برکت سے مینہ برستا ہے اور انکی مدد سے دشمنوں پر لوگ غالب
ہوتے ہیں اور انسے اپنا بیر اور کینہ نکالتے ہیں اور اپنا بدلا لیتے ہیں اور انکی
برکت سے شام کے لوگوں سے عذاب پھیر دیا جاتا ہے چونکہ ابدال لوگ شام
میں رہتے ہیں اسواسطے شام کو ذکر کیا اور انکی برکت اور مدد تمام عالم کو شامل ہے
جیسا کہ اوپر گذرا اور شیخ ابن حجر نے ان حدیثوں کے ذکر کرنے کے بعد دوسری
حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے کہ اخیار امت کے ہر زمانہ میں لوگ پانچ سو مرد ہیں اور ابدال چالیس ہیں پس
سو نہ وہ پانچ سو کبھی کم ہوتے ہیں اور نہ یہ چالیس جب چالیس میں سے ایک مر
جاتا ہے تب اُسکے بدلے میں پانچسو میں سے ایک مرد بھرتی ہوتا ہے صحابہ نے
عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمکو بتا دیجیے اُنکے عمل کہ وہ لوگ کون عمل کرتے
ہیں جس مرتبہ کو پہنچتے ہیں فرمایا کہ وہ لوگ معاف کرتے ہیں اُس شخص کو جو اُنپر ظلم
کرتا ہے اور نیکی کرتے ہیں انکے ساتھ جو اُنکے ساتھ بدی کرتا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ
نے دیا ہے اُس میں سے فقیروں کی حاجت روائی اور غمخواری کرتے ہیں اور اس
مضمون کی تصدیق قرآن شریف میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے چوتھے سیپارہ و سورہ
آل عمران میں وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِينَ اور دبانے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ دوست
رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو قطب ارشاد اور قطب مدار اور غوث اور قطب الاقطاب
اور امامت اور دوسری فصل کی تحریر ہدایت کے میں
اور غوث آگے جو خوارق بڑی طول تقریر کیا
خلاصہ یہ ہے کہ مرشد جیسا اپنے نفس کی تقویت کرتا ہے ویسا ہی مرید کے نفس
کی تقویت کرتا ہے نفس کی تاثیر جب مرید میں آجاتی ہے تب فرزند مرشد
کا ہوتا ہے جیسے کہ بیٹا باپ کا جز ہوتا ہے ولادت جسمی میں اور یہ ولادت
معنوی ہوتی ہے جیسا کہ منقول ہے عیسیٰ علیہ السلام سے کہ انھوں نے کہا
ہرگز داخل نہوگا آسمانوں کے ملکوت میں جو شخص کہ نہ پیدا ہوگا دو مرتبہ تو یہ
ولادت سے مرید کو ایک علاقہ از عالم ملک یعنی ظاہر موجودات سے ہوتا
اور اس ولادت سے مرید کو ایک علاقہ عالم ملکوت یعنی باطن موجودات
ہو جیسے ہر کوئی عالم ظاہری چیزوں کو دیکھتا اور دریافت کرتا

سکے وہ لذت کے ساتھ عبادت کرنے لگا اور اُسکو محبوب اور مراد کہتے ہیں اور قرآن
شریف میں ان دونوں قسم کا صاف صاف بیان ہے آور یہ جو دونوں قسم کا ذکر ہوا
سو اُنکی حقیقت یہ ہے کہ صالحین اور سالکین لوگ چار قسم ہیں ایک سالک مجرد دوسرا مجذوب
مجرد تیسرا سالک متدارک بالجذب چوتھا مجذوب متدارک بالسلوک تو سالک مجرد
وہ ہے جسنے نرا سلوک اور عبادت کیا ہے اور اُسکو مشاہدہ نہیں حاصل ہوا ہے سو وہ
مرشدی کے لائق نہیں ہے - اور وہ مرشدی کے رتبہ کو نہیں پہنچا اس سبب سے
کہ اسمیں اُسکے نفس کی صفات باقی ہے سو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جو حصہ
ملا ہے اُسکے سبب سے معاملہ اور ریاضت کے مذہب پر ٹھہرا رہتا ہے اور ایسے حال تک
نہیں پہنچا کہ رنج کی سوزش سے راحت پاوے یعنی اُسکو مشاہدہ اور حق الیقین نہیں
حاصل ہوتا مگر اُسپر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس سبب سے معاملہ اور ریاضت میں لگا رہتا
ہے یعنے طہارت نماز روزہ وغیرہ احکام شرع کو بجا لاتا ہے اور تیں . مجذوب مجرد یعنے نرا
مجذوب جو بغیر سلوک کے اللہ تعالیٰ نے اُسپر ابتدا میں یقین کی نشانیاں ظاہر
کر دیا ہے اور اُسکے دل سے کسیقدر پردہ اٹھ گیا ہے اور یہ مجذوب مجرد معاملہ کے طریق
میں داخل نہیں ہوتا ہے اور معاملہ کا ثمرہ اثر ہوتا ہے یعنے محبوبیت عبودیت وغیرہ مقامات
معاملہ سے حاصل ہوتے ہیں اور معاملہ کا بیان ہم جلدی کرینگے اُسکے مقام میں
انشاءاللہ تعالیٰ اور ایسا شخص بھی مرشدی کے لائق نہیں ہے اور ایسے شخص کو اللہ
تعالیٰ نے جو حصہ دیا ہے اُسکے سبب سے اپنے حال سے خوش رہتا ہے اور اعمال کے
ادا میں نہیں لگا رہتا سوائے فرض یعنے فرض نماز روزے وغیرہ عبادت ادا
کرتا ہے نوافل اور مراقبات اور اذکار میں مشغول نہیں رہتا انتہی اس سے معلوم
ہوا کہ جسکو عوام الناس مجذوب کہتے ہیں اور وہ لوگ مطلق عبادت نہیں کرتے اس
چار قسم کے باہر ہیں اور مصنف نے جو معاملہ کے بیان کرنے کا وعدہ کیا سو اُسکا

و بیان مرشد کی تعلیم قبول کرنے سے بے عبودیت عالم باطن کی سیر کرنے لگتا ہے اور اُسی
سیر سے یقین کامل حاصل ہوتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساتویں سیپارہ سورہ
انعام میں وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ
مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۔ اور یہی طرح ہم دکھلانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی
اور تاکہ اُسکو یقین آوے اور ہو اور خالص ہو یہ کامل یقین اس دوسری ولادت
میں حاصل ہوتا ہے اور اس ولادت کے سبب سے نبیوں کی میراث پانے کا
مستحق ہوتا ہے اور جس شخص نے نبیوں کی میراث نہ پایا وہ شخص جنا نہ گیا اور پیدا ہوا
اگرچہ اُسمیں پوری دانائی ہو اسواسطے کہ دانائی نتیجہ عقل کا ہے اور عقل جب نور
شرع سے خالی ہوتی ہے تب عالم ملکوت میں داخل نہیں ہوتی اور ہمیشہ عالم
ملک میں آمد و رفت اور دوڑ دھوپ کیا کرتی ہے اور اسی سبب سے
عقل ٹھہری رہتی ہے ریاضی علوم کی برہان اور دلیل روشن پر یعنے علم ریاضی
سے ظاہر موجودات کو پہچانتی . اور ثابت کرتی ہے اسواسطے کہ عقل عالم ملک
میں پھرا کرتی ہے اور عالم ملکوت پر نہیں چڑھ سکتی ہے آگے عوارف میں لکھتے
ہیں کہ ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو النجیب سہروردی بہت کہا کرتے تھے
کہ میرا فرزند وہ ہے جو ہمارے طریقہ پر اور ہمارے سیری چال پر اور وہ شیخ جنکے
طریقہ میں سلوک کرکے احوال حاصل ہوتا ہے اتحد یعنی تفرقہ تجلی استتار مشاہدہ
تا بہ حق الیقین وغیرہ کے . وہ آپس شیخ میں سے کوئی شیخ اپنے ابتدا حال میں
محبوب کے طریقہ پر پیدا کیا گیا ہے یعنی وہ اللہ کی محبت اور اُسکے قرب حاصل ہونے
کے لئے وہ پہلے مجاہدہ کرتا ہے تب اُسکو مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور اُسکو محب اور
مرید کہتے ہیں اور کوئی اپنے ابتدا حال میں محبوبین کے طریق پر پیدا کیا گیا ہے یعنی اُسکو
اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنا محبوب بنالیا ہے اور اُسکو مشاہدہ پہلے حاصل ہوا تب مجاہدہ

بیان تیسوین باب سے پچاسوین باب تک کیا ہے اُن بابون مین طہارت اور صلوۃ
و صوم اور آداب طعام و لباس اور قیام اللیل اور نیند سے جاگنے اور استقبال قبلہ
بنے فجر سے عبادت صبح تک اور تمام روز گذارنے وغیرہ معاملات کا بیان کیا ہے
اور انہین عبادتون کو جو ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضاے ظاہری سے ادا ہوتی ہین
معاملہ کہتے ہین پھر آگے فرماتے ہین اور جو سالک کہ متدارک بالجذبہ ہے ... وہ
شخص ہے کہ وہ پہلے شروع مین مجاہدہ اور محنت کرتا تھا اور معاملہ یعنی ساری عبادت
کرتا تھا اس کے ساتھ ذکر کرتا تھا اور مشتاق کے روز کی شہادتون کو دفع کرتا تھا بعد
اسکے وہ رنج کی سوزش سے حال کے آرام اور نسیم کی طرف پہنچایا گیا تب منزل کے بعد
شبہ پایا اور انس و ذوق کے قبیل کی نسیم اور خوش ہوا سے آرام دیا گیا اور رنج تشنگی کی
سختی کے تسلی کی سنا ذکی مین پایا اور قرب کی خوشبو سے آرام دیا گیا
اور اُسکے واسطے مشاہدہ کا ایک دروازہ کھولا گیا تب اُسنے اپنی دوا پایا اور اس کا
برتن بھایا ہوا اور اُس سے دانائی اور معرفت اور فہم مسئلہ کی باتین نکلتی تھین
اور نیک لوگون کے دل اُسکی طرف مائل ہوئے اور غیبی فتوح اور کشایش اُسپر پیدا
ہونے لگین اور ظاہر اُسکا راست و درست ہوا اور باطن اُسکا مشاہدہ کرنے لگا
اور مرشد کے پاس سے رخصت ہو کے خلوت مین بیٹھنے کے قابل ہوا اور اُسکی خلوت
جلوت مین ہوئی یعنے خلوت در انجمن اور دست بکار دل بیار اُسکا حال ہوا پھر
وہ غالب رہتا ہے اپنے حال پر اور اُسکا حال اُسپر غالب نہین ہوتا یعنے وہ مغلوب
الحال نہین ہوتا کہ حال کی بیقراری مین خلاف شرع حرکت کرے بلکہ وہ حال
کو دبائے رہتا ہے اور سکون کے ساتھ رہتا ہے اور غلبہ اور سکون کا بیان اوپر
کی چھتیسوین فصل مین دیکھو اور وہ یعنی علامت اور نشانی دیکھ کے لوگون کا حال
دریافت کرتا ہے اور اُسکا حال کوئی دریافت نہین کر سکتا اور ایسا شخص مرشدی

کے لائق ہے اسواسطے کہ یہ شخص اپنے ابتدا حال مین محبین کے طریق پر پیدا کیا گیا ہے
کہ پہلے ابرار اور صالحین کے طریق کے موافق اعمال اور عبادت کیا ہے تب بعد اسکے
اس شخص کو مقربین کا حال ملا ہے اور ایسے شخص کے تابعدار لوگ ہوتے ہین کہ اس شخص
سے علوم معرفت کے اُن تابعدارون کو حاصل ہوتے ہین اور اس شخص کے طریق
مین سلوک کرنے سے برکت ظاہر ہوتی ہے لیکن کبھی یہ شخص اپنے حال مین مجبور
اور مغلوب بھی ہوتا ہے اور حال کا محکوم ہوتا ہے اور حال کے قید سے رہائی نہین پاتا ہے
اور کمال بخشش اور عطا کے درجہ کو نہین پہنچتا یعنے جیسا کہ مجذوب متدارک بالسلوک
کا درجہ ہوتا ہے اُس درجہ کو نہین پہنچتا بلکہ اُسکو جو بہرہ اور حصہ ملا ہے اُسپر ٹھہرا
رہتا ہے اور وہ حصہ کامل اور مجید عطا فرمایا اللہ تعالی نے اٹھائیسوین سیپارہ
سورۃ مجادلہ مین یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت
اللہ اونچے کرے اُنکے جو ایمان رکھتے ہین تم مین سے اور جنہین دیا گیا علم درجے
لیکن بہت بڑا انعام مرشدی کے رتبہ مین چوتھا قسم ہے اور وہ مجذوب متدارک
بالسلوک ہے کہ پہلے ہی سے ظاہر کر دیتا ہے اللہ تعالی کشف اور انوار تجلی
اور اُسکے دل سے پردے اُٹھا لئے جاتے ہین اور کھل جاتے ہین بسبب
انوار مشاہدہ کے اور اُسکا دل یکسو ہو جاتا ہے ... دنیا سے
اور ... ہو جاتا ہے بہشت کی طرف اور سیراب ہو جاتا ہے حال کے دریا سے
اور بچ جاتا ہے کینہ اور ساری بیماریون سے یعنی اللہ تعالی کے وصول سے
روکنے والی بیماریون سے اور کہتا ہے زبان حال سے مین عبادت نہین کرتا
اُس رب کی جسکو نہین دیکھتا یعنے بغیر مشاہدہ کے مین عبادت نہین کرتا ہون
حدیث مین ہے کہ عبادت کرے تو اللہ کی گویا کہ اُسکو دیکھتا ہے یا جیسا کہ رسالہ مکیہ مین
ہے کہ جس وقت دعبل یمانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یا امیر المومنین کیا

آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تب فرمایا میں عبادت نہیں کرتا اُس رب کو جسکو نہیں دیکھتا تب کہا دعبل نے کیونکر دیکھا آپ نے اسکو تب کہا تیرا بھلا ہو اے دعبل اُسکو کھلا کھلی آنکھیں نہیں دیکھتیں لیکن دیکھتے ہیں اسکو دلین ایمان کی حقیقتوں کے ساتھ اور اُسکے باطن سے اُسکے ظاہر پر انوار محبت کے پہنچتے ہیں تب سالک مجاہدہ اور معاملہ کا اُسکو بغیر رنج کے حاصل ہوتا ہے بلکہ اُسمین کمال لذت پاتا ہے اور اُسکا قلب یکے دل کی سختی بگڑ جاتا ہے اس سبب سے کہ اُسکے دل میں اُسکے رب کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اُسکا جسد نرم ہو جاتا ہے جیسا کہ اُسکا دل نرم ہو گیا ہے اور اُسکے بدن کے نرم ہونے کی یہی علامت ہے کہ اُسکا قالب عقل کے حکم کو قبول کر لیتا ہے جیسا کہ اُسکے قلب نے قبول کر لیا ہے تب اُسکو اللہ تعالیٰ ایک ارادے کے ساتھ چاہتا ہے اور اُسکو ایک محبت خاص دیتا ہے جو مرادین کی محبت میں سے ہے تب وہ ماسوا اللہ سے الگ ہو جاتا ہے اور اُسکو اللہ اپنی رحمت ازلی سے لالیتا ہے اور ماسوا اللہ سے منہ پھیر لیتا ہے اور اللہ کی طرف سے اُسپر الہام ہونے لگتے ہیں اور اُسکے نفس کی افسردگی اور تحیر اُس سے دور ہو جاتا ہے اور روح کی گرمی سے اُسکا نفس تاپتا اور گرم ہو جاتا ہے اور اُسکے دل سے نازکی اور کھینچا کھینچی کرنے والی نفس کی تہین دور ہو جاتی ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیئسوین سیپارہ سورۂ زمر میں اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر الله اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپس میں ملتی دہرائی ہوئی بال کھڑے ہوتے ہیں اُسکے کھال پر اُن لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہیں اُنکی کھالیں اور اُن کے دل اللہ کی یاد پر اس آیت میں حق سبحانہ نے خبر دیا کہ جلود نرم ہوتے ہیں جیسا کہ قلوب نرم ہوتے ہیں اور یہ نہیں ہوتا ہے مگر محبوب مراد کا سو شیخ اول جو طریق محبین میں پیدا کیا گیا ہے نفس کی

بندگی اور غلامی سے آزاد ہے ولیکن کبھی قالب کی بندگی اور غلامی میں باقی رہتا ہے یعنے نفس کی مخالفت کرتا ہے اور جو اعمال شرعی اُسکے نفس پر گران گزرتے ہیں اُنکو بجا لاتا ہے شریعت کی تابعداری کے سبب سے مگر اُسمین اُسکو نفع نہیں اور اپنے دل کے حال میں مثل مشاہدہ وغیرہ کے لذت پاتا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسا شیخ حال کے قید سے رہائی نہیں پاتا اور یہ جو تیسرا شیخ جو محبوبین کے طریق میں پیدا کیا گیا ہے سو قالب کی بندگی اور غلامی سے آزاد ہے جیسا کہ وہ نفس کی بندگی سے آزاد ہے اور یہ جو دونوں شیخ کے فرق کو ہم نے ذکر کیا سو اُسکی حقیقت یہ ہے کہ نفس جو ہے سو پردہ تاریک ارضی ہے یعنی نفس سفلی ہے اور سفلی چیزوں کی خواہش اور نفسانی کی خواہش اُسمین بھری ہے جو اُسکا تابع ہوتا ہے وہ نفسانی اور گناہ میں گرفتار رہتا ہے سو پہلا شیخ نفس کی تابعداری سے آزاد کیا گیا اور خوف اور طمع سے عبادت کرنے لگا اور قلب جو ہے سو پردہ نورانی سماوی ہے یعنے قلب آسمانی ہے اور آسمانی چیزوں کی خواہش اُسمین بھری ہے جو اُسکا تابع ہوتا ہے اُسکو بہشت اور اچھے حال یعنی مشاہدہ وغیرہ کی خواہش ہوتی ہے اور اُسی کو غنیمت جانتا ہے سو اس نورانی پردے سے بھی دوسرا شیخ آزاد کیا گیا تب اپنے رب کا ہو گیا قالب کو نہ باقی رہا اور وقت کے پیدا کرنے والے کا ہو گیا وقت کو نہ باقی رہا یعنے نرا بندہ بن گیا اب عبادت کرنے لگا اب کہ حق جان کے اور اُسپر ایمان لایا صدق دل سے یعنی وہ اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے اور اللہ کی رضا کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا اور کسیکی طرف التفات نہیں کرتا اور سجدہ کرتا ہے اللہ کو اُسکا ظاہر بدن اور اُسکا خیال یعنے باطن اور ایمان لاتا ہے اب پر اُسکا دل اور اقرار کرتی ہے اُسکی وحدانیت کا اُسکی زبان جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یعنے سجدے میں کہا یعنے یہی عرض کیا کہ سجدہ کیا تجھکو میرے ظاہر بدن نے اور میرے خیال

نے اور ایمان لایا تمہیں پر دل اور اقرار کیا تیری وحدانیت کا میری زبان نے
اور ایسا شیخ عبودیت اور رتبے بندے بن جانے سے پیچھے نہیں ہٹتا اور اسکی
عبادت اللہ کی عبادت کے ہم شکل اور مشابہ ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
تیرھویں سیپارہ سورۂ رعد میں وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا
وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان و
زمین میں خوشی اور زبردستی سے اور انکی پرچھائیاں صبح اور شام تو غالب جو ہیں سجدہ
پرچھائیاں سجدہ کرنے والی ہیں کہ ارواح مقربہ کی پرچھائیاں ہیں کہ اس ارواح
کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے جناب میں قریب کیا ہے تو عالم شہادت
یعنی عالم ظاہر اور دنیا میں جسکو عالم ملک کہتے ہیں اصل یعنی جسم جو نظر پڑتا ہے
نفس ہے اور یہ اسکا سایہ اور پرچھائیں ہے اور عالم غیب میں جسے عالم باطن میں جو
نظر نہیں پڑتا ہے کہ عالم ارواح کہتے ہیں اصل یعنی ارواح جو نظر نہیں پڑتیں اسکے ہیں
اور انکے سایہ یعنی جسم کثیف ہیں تو سجدہ کرتا ہے اللہ کو بندہ کیا لطیف اور کثیف دونوں
اور یہ وصف جمیع کے طریق میں پیدا کیا گیا ہے انکا حاصل نہیں ہے اسواسطے [illegible]
ناخوش اور جو مسلم کہ ظاہری عمل کو یعنی ظاہری اعمال ادا کرتا ہے لیکن اسمیں لذت نہیں
پاتا اور مجبور ہوتا ہے اور افسردہ ہو جاتا ہے حال کے نہ پانے سے [illegible]
یعنی مشاہدہ و اتصال ہونے کو جو ایمان حقیقی کا حاصل ہے [illegible] جانتا ہے [illegible]
اور عبادات ظاہری کو بھی ادا کرتا ہے مگر اسمیں لذت نہیں پاتا بلکہ یہ سب اعمال
اسپر شاق گذرتے ہیں اور انکو ناخوش معلوم کرتا ہے اور یہ ناخوش اور بدمزہ
معلوم کرنا شک کے تھوڑا [illegible] لینے کے سبب سے ہے اگر اسکو زیادہ
علم ہوتا تو وہ [illegible] کے [illegible] اعمال کے ساتھ لگے رہنے کو ایسا معلوم
کرتا جیسا کہ [illegible] جسم کے ساتھ [illegible] معلوم کرتا کہ اعمال سے لاپروائی

اور چشمی نہیں ہے جیسا کہ عالم شہادت یعنی عالم ظاہری میں ظاہروں سے علاوہ واقع
نہیں سو جب تک کہ غالب ہیں باقی ہیں تب تک عمل بھی باقی ہیں اور جو شخص کہ پہنچا اس
مقام میں جسکا ذکر اوپر بیان ہو چکا وہی شیخ مطلق ہے کہ حال کے قید سے رہائی
پائی ہے اور وہی عارف محقق ہے اور محبوب آزاد ہو گیا ہے کہ نفس اور قلب دونوں کی
بندگی سے آزاد کیا گیا ہے نظر انکی وہ ہے اور کام اسکا شغل ہے اور اللہ کے ساتھ
ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ جب رہتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ہمیشہ میرا بندہ میری
نزدیکی ڈھونڈھا کرتا ہے نفل عبادت ادا کر کے یعنی فرض عبادت [illegible] محبت محبوب
ہو اسکو نواز کرتا ہے اور میری نزدیکی کے شوق اور محبت کے جوش اور میری
لذت سے نفل عبادت جو اسپر واجب نہیں ہے ادا کیا کرتا ہے یہاں تک کہ میں
رکھتا ہوں اس بندے کو پھر جب میں اسکو دوست رکھتا ہوں تب ہوتا ہوں اسکا
کان اور آنکھ اور ہاتھ اور دل کہ مجھ سے سنتا ہے اور مجھ سے دیکھتا ہے بندہ میرے ساتھ
ساتھ بولتا ہے جب بولتا ہے اور دیکھتا ہے جب دیکھتا ہے آخر حدیث تک۔ پوری حدیث
مشکوٰۃ شریف میں باب ذکر اللہ عزوجل میں دیکھیں اور اس حدیث کے الفاظ
کی روایتیں مختلف ہیں پھر بعضے فرماتے ہیں کہ یہ شیخ مذکور دیتا ہے اللہ کے حکم سے
اور نہیں دیتا ہے اللہ کے حکم کے بغیر جو اسکو الہام ہوتا ہے اپنی ذات سے دینے نہ دینے کے خیال کی
اسکو دینے نہ دینے میں کچھ خواہش نہیں ہوتی بلکہ وہ حق کی مراد اور خواہش کا تابع ہوتا ہے
اور حق تعالیٰ اسکو اپنی مراد بخشوا دیتا ہے تب سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی مراد کے
واسطے قائم اور مستعد رہتا ہے اور اسی کے واسطے سب کام کرتا ہے اپنی مراد کے
واسطے کچھ نہیں کرتا یعنی اسمیں نفس اور دل کی خواہش بالکل باقی نہیں رہی کہ دونوں
کی بندگی سے وہ آزاد ہو گیا ہے پھر اگر اس شیخ کے جانا کرے اللہ تعالیٰ عزوجل جانتا ہے
کہ وہ [illegible] ناقص [illegible] محبوب [illegible] میں داخل ہوگا اس سبب کی [illegible]

نے جاتا ہے اس سبب سے نہین کہ بضرورت نیکی ہو بخلاف خادم کے جو اللہ تعالی
کے بندون کی خدمت گزاری کے واجب ادا کرنے کے واسطے قائم اور مستعد رہتا ہے
اس فقیر نے معتبر اور ثقات لوگون سے اپنے مرشد حضرت سید احمد قدس سرہ
کا حال بہ سُنا اور صراط المستقیم سے دریافت کیا تو دل مین خوب جم گیا کہ حضرت مرشد
کو اللہ رب العالمین نے محبوب مراد پیدا کیا۔ فائدہ خادم تھا دم مستخدم
کے بیان مین جیسا کہ مرید کے تربیت و تعلیم کرنے والے کو مرشد کہتے ہین ویسا جو شخص
طالبون کے کھانے کپڑے وغیرہ ضروریات کی حاجت روائی مین خبرگیری
کرتا ہے اسکو خادم کہتے ہین تو ہمارے ملک مین جو بعضے اہل مقدور یا تاجر لوگ یا
متوکل درویش لوگ یا جاگیردار معافیدار درویش اور بزرگزادے لوگ طالبعلمون
اور درویشون کی جاگیر مقرر کر دیتے ہین یہ سب خادم ہین وہ لوگ اچھے لوگ ہین
بعد وہ لوگ ابرار مین داخل ہین وہ لوگ مرشدی کے رتبہ والے نہین ہین نیت کے
فرق سے ان لوگون مین بھی فرق ہو جاتا ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا اور جسکو
مرشدی کا رتبہ حاصل ہے وہ مقربین مین داخل ہے اور خادم بھی بسبب نان کی
کے مقبول دلدار ہوتا ہے اور اسکا مرتبہ بادشہرۂ آفاق ہوتا ہے اور جو جب
مثل مشہور کے مصرع راحت جان رسان کہ ہمین مشرب است و بس یہ جو کہ
بعض لوگ جو مرشد ہین باطنی راحت رسانی سے خبردار نہین ہوتے کہ انکی تربیت
سے دل کو چین اور آرام حاصل ہوتا ہے اور بہشت مین ہمیشہ کی راحت پانے کے
قابل مرید لوگ ہو جاتے ہین اس سبب سے خادم کو جو مرشد جانتے ہین عجب
نہین کہ خادم سے بیعت ارادت کی کرلین اور اپنے مقصد سے محروم رہین اسواسطے
مصنف رحمہ اللہ نے خادم اور مرشد کا فرق بتایا جیسا باب مین بیان کیا اور دونو خادم
اور مرشد کے مشتبہ کا فرق بھی بیان کر دیا اب جو حدیث ہم لکھتے ہین اسکو سنو فرماتے ہین

اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے داؤد جب تو میرے بندون
مین سے کسیکو میرا طالب دیکھے تب تو اسکا خادم بن جا اور اسکی خدمت کر جیسا کہ خادم
کی خدمت خادم کرتا ہے تو خادم جو خدمت کرتا ہے ثواب کی خواہش سے
اور اس چیز کی خواہش سے جو اللہ تعالی نے اپنے بندون کے واسطے وعدہ
فرمایا ہے اور جو لوگ اللہ کی طرف متوجہ ہین ان کے مہم کو انجام دینے کے
اور انکی معاش کا سرانجام کرنے کے انکو راحت پہنچانے اور فراغ خاطر کر دینے
کی فکر مین لگا رہتا ہے اور خادم جو کرتا ہے ثواب کے واسطے کرتا ہے نیک نیت
کے ساتھ تو شیخ اللہ کا ارادہ پہنچانے بغیر کچھ نہین کرتا اور خادم بغیر نیک نیت
کے کچھ نہین کرتا تو خادم جو کچھ کرتا ہے ثواب کے واسطے کرتا ہے اور شیخ جو کچھ
کرتا ہے ثواب کے ساتھ کرتا ہے بلکہ مشاہدہ کے ساتھ اور اسکی مرضی کے ساتھ
کرتا ہے تو شیخ مقربین کے مقام مین قائم ہے اور خادم ابرار کے مقام مین تو خادم
اہل ایثار اور ... خیرات غیرون سے قبول کرتا ہے غیرون کیواسطے اور
ایثار کے معنے یہ ہین کہ بعضے اپنی حاجت پر دوسرے کی حاجت کو مقدم سمجھ کے دنیا
مین خادم وجہ مشروع کے ساتھ خلق سے لیتا ہے اور نیک نیت کے ساتھ خلق کو
دیتا ہے اور شیخ اللہ سے لیتا ہے اور اللہ کی مرضی کے ساتھ خرچ کرتا ہے اس بیان
سے خادم اور شیخ مین جو فرق ہے سو معلوم ہوگیا اور خادم کیوقت کا روز بروز اور
... اللہ تعالی کے بندون کی خدمت کی فکر مین لگے رہنا ہی اور ساعت مین ...
... فضیلت جانتا ہو اور اس خدمت گزاری کو اپنے نوافل سے بہتر جانتا ہے
مثل اشراق اور ضحی اور تہجد وغیرہ کے یہ خاکسار کہتا ہو کہ اگر خادم مرشد کے
فراغ خاطر کر دینے کی فکر مین لگا رہیگا تو دین کے باطن کی معرفت مین اسکو ذکر
اور ... ہدایت مین ... سے ... کیا ہے کہ ... ہو ...

مصنف فرماتے ہیں اور جو شخص خادم کو نہیں پہچانتا وہ شخص کسی خادم کو شیخ کے
مقام پر سمجھتا ہے اور کسی خادم کو اپنا حال نہ سمجھنے کے سبب سے اپنی نسبت شیخ
گمان کرتا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ انکو علم کم ہے اور اس زمانہ میں صوفیہ کا علم
بہت جانے کے سبب سے اور مشائخ میں سے بہت سے مخبروں کے علم تصوف
اور دل کے حال کو چھوڑ کر کے ظاہر پر قناعت کرنے کے سبب سے ایسی سمجھ پیدا ہوگئی
ہے تو جو شخص کھانا خوب زیادہ کھلاتا ہے ان کے نزدیک وہی شخص شیخی
کے لائق زیادہ ہے اور اتنا نہیں جانتے کہ جو شخص کھانا بہت کھلاتا ہے سونا
ہے وہ شیخ نہیں ہے اور خادم کو کوئی کرنہ سمجھے وہ بھی اسکے مقام میں قائم ہے
اور اللہ تعالی نے اسکو بہت اچھا مرتبہ دیا ہے اور جنید بغدادی نے کہا کہ سری سقطی کو
میں نے سنا وہ کہتے تھے کہ میں مختصر اور صاف راہ بہشت میں پہنچنے کی خوب پہچانتا
ہوں تب میں نے کہا کہ وہ کون راہ ہے تب کہا کہ تو نہ مانگ کسی سے کچھ اور نہ لے
کسی سے کچھ اور نہ رہے تیرے پاس کچھ کہ اس میں سے کسیکو کچھ دیوے [illegible]
یہ شیخ کا حال ہے کہ وہ اللہ ہی سے لیتا ہے اور اسی کے دلوانے سے جسکو
وہ دلواتا ہو دیتا ہو اور اسکے پاس نیت کے رتبہ کے سوا کچھ نہیں اور یہی جنت
کی راہ ہے اور خادم جانتا ہے کہ جنت کی راہ بھی خدمت اور بذل اور ایثار ہے تو وہ
خدمت کو نمازوں پر مقدم کرتا ہے اور اسمیں بڑی فضیلت جانتا ہے اور حقیقت میں خدمت
کو نفلوں پر فضیلت ہے مگر ان نفلوں پر جنکو بسبب ثواب پانے کے واسطے ادا کرتا ہے
ان نفلوں پر فضیلت نہیں ہے جن نفلوں سے اللہ تعالی کے ساتھ اپنے دل کے حال کے
درست ہونے کا قصد رکھتا ہے مثل ان کا اور مراقبات کے اور سوا اسکے کہ اسکا درست
ہونا افضل ہے کیونکہ ابھی پہلے دنیا میں ثواب اور خدمت کے ثواب ملنے کا آخرت
میں وعدہ ہے [illegible] انکا [illegible] نوافل پر خدمت کی فضیلت کی دلیل والی حدیث

میں سے یہ حدیث ہے جو انس کی حدیث کی روایت سے مصنف نے سند مرفوع
کے ساتھ بیان کیا ہے کہا انس نے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
سفر میں تھے پھر ہم لوگوں میں سے بعضے روزہ دار تھے اور بعضے افطار کیے ہوئے
تھے پھر ایک منزل میں ہم سب کوئی اترے اور وہ بڑی سخت گرمی کا دن تھا
پھر ہم لوگوں میں سے کوئی اپنے ہاتھ سے دھوپ کو بچاتا تھا اور اکثر ہم لوگوں
میں سے چادر والے تھے وہ اسی سے سایہ کئے تھے پھر روزہ دار لوگ سو گئے
اور افطار کرنے والے اٹھے اور خیمہ کھڑا کیا اور اونٹوں کو پانی پلایا تب فرمایا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آج کے دن افطار کرنے والوں نے بڑا ثواب پایا
اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے نفل عبادت سے خدمت کے افضل ہونے پر اور
خادم کا بڑا مقام ہے خواہش کرنے کے قابل انتہی . اس بیان سے مرشد اور خادم
کا فرق خوب ظاہر ہوا اب اسکے آگے متخادم کو جو بیان کیا اسکا ذکر مختصر
ہم اسقدر کرتے ہیں کہ ان دونوں کو بھی لوگ پہچانیں فرماتے ہیں . اور لیکن
جو شخص کہ اپنی نیت کو نفس کی آمیزش سے خوب نہیں ہمیشہ زائل نہیں کرسکتا اور
مشابہت کرتا ہے خادموں کی اور فقیروں کی خدمت کی فکر میں لگا رہتا ہے اور بلا علم
کے خدمت میں داخل ہوتا ہے یعنی جیسے خدمت خادم کرتا ہے ویسی ہی یہ بھی کرتا ہے
اپنے ارادے کی خوبی کے سبب اور خادموں کی پیروی [illegible] کے سبب سے
اسکی خدمت اور پیروی کے ساتھ ملجاتی ہے [illegible] اور [illegible] سبب
اس خدمت کرنے میں صوفیہ کے گروہ کے خادم کا درجہ نہیں ہوتا [illegible]
اور درجہ نہیں ہے اسی سبب سے کہ اس خدمت میں کچھ خواہش نفسانی کی آمیزش ہے خواہش نفسانی کی
آمیزش کے سبب سے وہ اللہ تعالی کے بندوں کی خدمت کبھی فقیروں کو مقام خرچ کرتا ہے
اور کبھی اپنی خواہش کے موافق جہاں بھی جا پاتا ہے [illegible] زیادہ کرنے کی سستی [illegible]

اُنکو اور بعض وقت میں ایسے شخص کی خدمت کرتا ہو جو خدمت کرنیکے لائق ہو اور خلق کی حاجتی تھا
اور بعض اُنکو خدمت کرتا ہو اور اُسکے ساتھ دوستی رکھتا ہو ثواب اور اللہ تعالیٰ کی ... اگر کبھی
اور بہ نکار اُس میں خواہش نفسانی بھی تھی اس سبب سے جو اُسکی نا گوار ہو اُسکی خدمت کرنا
سنا اور جس سے بہ خوشی کا کام دیکھتا ہو اُسکی خدمت نہیں کرتا اور خوشی اور غصہ دونوں
حال میں خدمت کے واجب کی رعایت اور محافظت نہیں کرتا اسواسطے کہ خواہش
نفسانی کے سبب سے اُس کے دل کا مزاج برگشتہ ہو گیا اور بدل گیا ہو اور خادم
جو ہوتا ہے سو خوشی اور غصہ کے وقت خدمت کرنے میں نفس کی تابعداری نہیں
کرتا اور اللہ تعالیٰ کے کام میں کسیکی ملامت کرنے سے نہیں ڈرتا اور خرچ کی چیز کو
اُسکے مقام میں خرچ کرتا ہے سو جس شخص کا ہم نے بیان کیا سو وہ حقیقی خادم نہیں ہے
بلکہ ہمیشہ محنت کے ساتھ خادم بنتا ہے اور خادم کی مشابہت کرتا ہو وہ حقیقت میں
خادم نہیں ہے اور خادم اور متخادم میں فرق نہیں کر سکتا مگر وہی شخص جسکو چیزوں کے
درست کرنے اور خواہش نفسانی کی آمیزش سے چیزوں کے بچانے کا علم حاصل ہے
اور متخادم بھی ہے سو مرد واصل اور عجب ہے اپنی محنت سے خرچ میں
خادم کو ثواب پاتا ہے حال آنکہ خادم کے رتبہ کو نہیں پہنچتا
اسواسطے کہ خواہش نفسانی کی آمیزش کے موجود ہونے کے سبب سے
وہ خادم کے حال کے خلاف ہو اور لیکن یہ شخص کہ ازلی ... کہ ...
مقرر کیگے فقیروں کی خدمت کے واسطے مقرر کیا گیا ہے ... مشغول کیا گیا ہے اور
وہ خدمت کرتا ہے مال ملنے کے سبب سے ... [illegible]
سبب سے سو وہ شخص اپنے نفس کی خدمت کرتا ہے ... [illegible]
کرتا ہو ... [illegible]
خدمت کرتا ... [illegible]

خدمت اپنے نفس کی عزت کے واسطے کرتا ہے اور جسکی خدمت کرتا ہے اُس سے
جسبات کی حاجت رکھتا ہو اُسکے سبب سے خلقوں میں اُسکی عزت زیادہ ہو
اور تابعداروں کے زیادہ ہونے سے اُسکا مرتبہ زیادہ ہو تو ایسا شخص اپنی خواہش
نفسانی کا خادم اور اپنی دنیا کا طالب ہو دن رات وہ اسی چیز کے حاصل کرنے کی
حرص میں رہتا ہو جس سے اُسکا جاہ اور مرتبہ زیادہ ہو اور وہ اپنی تئیں اور اپنے
گھر والوں کی تئیں خوش رکھے اور دنیا میں فراخ دستی کے ساتھ اپنی گذران کرے
... خادم اور ... اپنی ... اور عیال کے خاطر اپنا ... اور عیال رکھتا ہے
اور اُسکا نفس مردوں کی طلب میں رکھا کرتا ہے اور ریاست کی محبت اُسپر غالب
رہتی ہے اور جسقدر اُسکا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے اُسیقدر اُسکی خواہش نفسانی
زیادہ بڑھتی جاتی ہے اور فقیروں پر زبردستی کرتا ہے اور فقیروں کو اپنی نہایت محتاجی اور
چاپلوسی اور خوشامد کا محتاج بنا دیتا ہے تاکہ وہ لوگ اُسکی خوشامد اور چاپلوسی
کریں اُسکی خوشنودی کے واسطے اور اُسکے ظلم سے بچنے کے واسطے اور جبر
روز بروز وہ فقیر اگر دیتا ہو اُسکے پرورش کرنے کی قدرت ہو ... جسکا پیچھے سے
بیان ہوا اُسکے واسطے بہت مناسب ہو کہ اُسکا نام مستخدم یعنے اپنی خدمت کرانے
کا طالب رکھا جاوے اور یہ شخص نہ خادم ہے اور نہ متخادم ہے اور ابو عبد اللہ ... سبب
ذکر کرنیوالوں کے یہ شخص کسی مرتبہ کی برکت پاتا ہو اسواسطے کہ اُسنے صوفیوں کی خدمت
کو دوسرے لوگوں کی خدمت سے پسند کیا ہے اور صوفیوں کی طرف اپنی نسبت
کرتا ہو ... اور ... حدیث مسند کے ساتھ مروی ہے جس میں یہ عبارت
ہے ... گروہ ... اُن کے پاس کا بیٹھنے والا شقی اور بدبخت
نہیں ہوتا ...

[illegible]

پانچویں ہدایت مشائخ صوفیہ جو مرید کو خرقہ پہناتے ہیں اکثر آدمی ان میں اور مرید ہونے کے منکر ہیں اور مرید ہونے کے قائدے کے بیان میں پہلے ایک مضمون فرحت ہی جو قول الجمیل اور شمائل ترمذی اور تواریخ اور تفسیر کی معتبر کتابوں سے چن کے ہم لکھتے ہیں اسکا یاد رکھنا چاہیے کہ آگے جو مضمون بیان ہوگا سو آسانی سمجھ میں آجاوے وہ مضمون یہ ہے کہ جاننا چاہیے کہ کسی مضمون اکا قول دینا اسکو شریعت میں مبایعت اور بیعت کرنا کہتے ہیں قرآن شریف میں سورہ انا فتحنا اور سورہ ممتحنہ میں ساری قسم کی بیعت کا بیان عموماً اور بیعت جہاد اور بیعت توبہ کا بیان خصوصاً صریح کے ساتھ موجود ہی اور تفسیر مدارک اور رازی اور حسینی اور بیضاوی وغیرہ میں اس مضمون کی تفسیر بتصریح موجود ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قولی اور فعلی دونوں سے یہ بیعت ثابت ہی اور بیعت کے بہت سے اقسام ہیں ان سب اقسام کا بیان قول الجمیل میں دیکھو اور خرقہ پہنا صوفیہ کی اصطلاح میں مرشد سے بیعت کرنے کو کہتے ہیں اور اس خرقہ پہننے اور ہاتھ ملانے سے مرید اور مرشد میں ایک علاقہ ہو جاتا ہی اور اہل سنت وجماعت میں سے کسی نے آج تک اس بیعت کا انکار نہ کیا اور جیسا کہ یہ بیعت کتابوں سے ثابت ہی ویسا اس بیعت کا سلسلہ اور سند اور شجرہ بھی مرشدوں کے پاس موجود ہی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علاقہ ملنا ثابت ہی تو جس کے پاس سند نہیں انکو آنحضرت سے کچھ علاقہ نہیں۔ اور اسکے اصل یہ ہی کہ ایک قسم کی جو بیعت اسلام ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جاری تھی خلفای راشدین کے زمانے میں متروک ہوگئی تھی اسواسطے کہ انکے زمانے میں اکثر لوگوں کو دبا کے اور تلوار کے زور سے مسلمان کرتے تھے اور اسی طرح سے تقوی پر مضبوط رہنے اور باطن کی صفائی حاصل کرنے کی

بیعت بھی جسکو بیعت ارادت اور تائید عزیمت کہتے ہیں اُن کے زمانہ میں متروک ہوگئی تھی کیونکہ انکے زمانے میں صحابہ لوگ بہت سے موجود تھے جو حضرت صلعم کی صحبت سے نورانی ہو چکے تھے اور حضرت سے سارے آداب شریعت کے سیکھ چکے تھے تو انکو خلفاء راشدین سے اس بیعت کرنے کی حاجت نہ تھی ان بیعت خلافت کی صحابہ لوگ خلفای راشدین کے ہاتھ پر کرتے تھے اور خلفاء راشدین کے زمانے کے بعد دین کے امیروں کے ہاتھ پر لوگ بیعت امامت کی جو کرتے تھے اور وہ بیعت نابود ہونے اور جس سے بیعت کیا اسکو اپنا حاکم بنانے کی نشانی تھی اس سبب سے انکے زمانے میں صوفیہ لوگ اس ڈر سے کہ اگر ہم بھی لوگوں سے بیعت لینگے تو شبہ ہوگا کہ یہ لوگ اپنی جماعت علیحدہ تیار کرتے ہیں بادشاہ اسلام سے شاید باغی ہونگے تو اسباب میں فتنہ اور فساد ہوگا تب اس وقت میں صوفیہ لوگ بیعت کے قائم مقام خرقہ دینے کو کرتے تھے اور بجائے بیعت کے مرید کو خرقہ دیتے تھے یعنی کوئی کپڑا پہنا دیتے تھے۔ بعد صحابہ کے یعنی تبع تابعین کے زمانے کے بعد جب دنیا دار بادشاہ لوگ پیدا ہوئے تب انکے زمانے میں اس مسنون بیعت کی رسم اٹھ گئی یعنی وہ لوگ بادشاہت کے زور سے لوگوں کو دبا کے اور سزا دے کے اپنا تابعدار کرتے تھے اور اس سنت کے قائم کرنے کا انکو خیال نہ تھا تب حضرات صوفیہ نے فرصت کو غنیمت پاکر بیعت سنت پر عمل کیا اور اس مری سنت کو زندہ کیا اور پیران خرقہ کے زمانے کی طرح سے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیعت کرنے لگے مگر آگلی بولی میں اس بیعت کا نام جو خرقہ پہنا مشہور ہوگیا تھا سو رہ گیا اس سبب سے عوارف وغیرہ میں مرشد سے بیعت کرنے کو خرقہ پہنا لکھا اب اس مضمون سے یہ بات صاف ظاہر ہی کہ فساد کے خوف سے بیعت کی اس سنت کو دین کے قدیم پیشواؤں نے

جو شخص کے مرشد ہیں سو اُن لوگوں نے فساد کے وقت میں سنت کے ترک
کرنے کی مصلحت پر عمل کر کے اس سنت کو موقوف رکھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت کے موافق کعبہ کا دروازہ
بنانے کو موقوف رکھا جس کا بیان جامع ترمذی میں ہے تو جو لوگ اس وقت
میں مرشد ہیں کہ جس سے سنت باقی رہنے میں بھی کلام ہی جاری کرتے ہیں [illegible] دین
میں جھوٹ ڈالتے ہیں وہ لوگ اپنے رسول اور عالم مرشدوں کے خلاف ہیں
اور ان پیر گروہ والے تو باقی شریعت اللہ کے گروہ والے ہیں وہ لوگ جو ہاتھ
پر ہاتھ رکھ کے بیعت نہیں لیتے بلکہ [illegible] اور جو تمام اپنے مرشدوں کی
پیروی کر کے کھانے پینے کے مقصد میں بہت ہیں جان کر کے اور لوگوں کو ڈرا
اور دھمکا یا کرامات کرنے کے زور سے لوگوں کو اپنا تابعدار کرتے ہیں سو
[illegible] ہونے سے پیروی میں اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کے
[illegible] اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں خدا ہم کو اللہ تعالیٰ
[illegible] تعالیٰ رسوا اور خراب کرے آپ خرقہ پہننے کا بیان

[illegible] میں لکھا ہے اُسکا [illegible] فرماتے ہیں
خرقہ پہنانا ہے سو ایک علامت اور میل ہے مرشد اور مرید کے بیچ میں اور مرید کی
طرف سے مرشد کو اپنے دل میں حاکم بنانا اور مرشد پر نیک گمان کے سبب سے
[illegible] بیعت میں [illegible] دینی مسلمانوں کے واسطے حاکم بنانا [illegible]
[illegible] چیز کا [illegible] سلسلہ صادق کے خرقہ پہننے کا یعنی مرید ہونے کا
اور اپنی طلب میں سچا ہو اور نیک گمان اور نیک عقیدہ سے ایک شخص کو اپنا مرشد
مقرر کرتا ہو اور اپنے [illegible] میں اُسکو حاکم مقرر کرتا ہو دینی مسلمانوں کے واسطے تاکہ وہ مرشد
اسکو سیدھی راہ بتاوے اور اسکی اصلاح کرے یعنی اُسکے اخلاق اور چال کو

نیک بناوے اور اللہ کی طرف سے جو اُسکے دل پر احوال وارد ہوتے ہیں مثل محبت
وغیرہ اور انس و قرب اور حیا اور اتصال اور قبض اور بسط اور فنا اور بقا کے سو اُن
احوال کو اسکو جتلاوے اور نفس کی آفتوں کو اور اعمال کے فساد اور خرابیوں کو اور
دشمن یعنی شیطان کے داخل ہونے کی راہوں کو مرید کو دکھلاوے اور مرید اپنی تئیں
مرشد کے سپرد کرے اور مرشد کی رای اور اُسکے صواب دید اور پسند کا تابعدار ہوجاوے
اپنے سارے کاروبار میں اور مرشد مرید کو خرقہ پہناتا ہے مرید میں اپنے تصرف کے
ظاہر کرنے کے واسطے تو خرقہ پہنانا نمونہ اور نشان ہے یعنی مرشد کے ہاتھ میں اپنی تئیں سپرد
کرنے اور مرشد کے سارے حکم ماننے کی نشانی ہے اور مرشد کے حکم میں مرید کا داخل ہونا
اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں داخل ہونا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیعت کرنے کی سنت کا زندہ کرنا ہے انتہی۔ اس بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ جو لوگ پیری بیعت کے منکر ہیں اگر اللہ اور رسول سے کچھ [illegible] تو نہیں جو اس کے ہیں
بیعت کے سنت ہونیکی دلیل میں جو حدیث مرفوع مصنف نے بیان کیا ہے وہ اسکا ہے جب
یہ کہ عبادہ ابن صامت نے کہا کہ بیعت کیا ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے اس بات پر کہ [illegible] حکم سنیں اور مانیں [illegible]
آسانی اور خوشی اور ناخوشی میں اور اس بات پر کہ اولی الامر سے جھگڑا نہ کریں اور [illegible]
کہ ہم جہاں ہوں حق کہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں [illegible]
لکھے ہیں تو خرقہ پہنے میں یعنی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیعت کرنے کے بارے حال [illegible]
یہی جو بات ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیعت کرنے میں حاصل ہوتی ہے وہی
بات خرقہ پہننے میں حاصل ہوتی ہے کہ مرشد کا ہاتھ مرید
کے ہاتھ اور بدن کو چھوتا ہے اور ایک [illegible] پایا جاتا ہے اور خرقہ بہ مرشد کی صحبت
میں داخل ہونے کی [illegible] اور جو کچھ بات ہے وہ مرید کی پیری کے باب میں حاصل

مقصد صحبت ہی کا ہے اور مرشد کی صحبت سے مرید کو ساری نیکی کی امید ہے اور روایت
ہے ابی یزید بسطامی سے کہ انہوں نے کہا کہ جس شخص کا کوئی استاد نہیں ہو اسکا امام شیطان
ہے انتہی اور رسالہ مکیہ میں کہا کہ جس شخص کے شیخ نہیں تو اسکا شیخ شیطان ہے غرض استاد
اور شیخ دونوں ایک ہی ہیں مگر طریقت والے مرشد پر شیخ کا لفظ اکثر بولتے ہیں پھر مصنف
فرماتے ہیں اور نقل کیا استاد ابو القاسم قشیری نے اپنے شیخ ابو علی دقاق سے کہ انہوں نے
کہا کہ جب کوئی درخت جب بغیر بونے والے کے روئیدہ آپ ہی آپ اگتا ہے تو اسمیں
پتے نکلتے ہیں اور پھلتا نہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ درخت جنگلوں اور پہاڑوں کے درختوں
کی طرح سے پھلے لیکن انکے میوے میں بامزہ اور بدرد بے بھے درختوں کی سی مزہ
ہوگی اور جب کوئی درخت ایک مقام سے اوکھاڑ کے دوسرے مقام میں رویا جاتا
ہے تب خوب تر و تازہ ہوتا ہے اور اسکا پھل مزہ دار ہوتا ہے اور زیادہ پھلتا ہے
اسواسطے کہ اس درخت میں انکے مرشد باغبان کا تصرف پایا گیا حقیقت یہ ہے
ارشاد بیعت کے کمال علم نہ سیکھے ہوئے گئے ہیں تعلیم کے قبول کرنے کو مستحب جانا
اور کمال علم جس شکار کو مارا ہو اسے اسکا حلال فرمایا اور تمیز علم کتا جس نے تعلیم نہیں
قبول کیا اس کے مارے ہوئے کو حرام فرمایا انتہی سبحان اللہ جب کتا اور مرشد
کی تعلیم قبول کرنے سے کتے اور درخت کا ایسا درجہ ہوتا ہے تب آدمی کے
درجہ کا کمال کیا پوچھنا پھر مصنف فرماتے ہیں اور میں نے بہت سے مشائخ سے سنا وہ
لوگ فرماتے تھے جو شخص نجات پانے والے شخص کو دیکھیگا سو نجات
پاویگا یعنے نجات والے کی صحبت سے آدمی نجات پاتا ہے اور ہم سب مسلمانوں کے
واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے اور چال سیکھنے کو اللہ تعالی
نے بہتر فرمایا ہے وہی حکم ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
لوگوں نے دین کے علوم اور آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا یہ کام

بعضے اصحاب سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سکھایا ہم سب لوگوں کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے سب چیزیں یہانتک کہ پاخانہ پھرنا سو مرید صادق جب شیخ کے
حکم میں اور اسکی صحبت میں داخل ہوا اور اسکے آداب یعنی نیک چال کو سیکھا جو حقیقت میں
آنحضرت کی چال ہے تب مرشد کے باطن سے مرید کے باطن میں ایک حال اثر کرتا ہے
جیسا کہ ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کر لیا جاتا ہے انتہی یعنے اسی طرح کہ آنحضرت
سے صحابہ نے اپنا چراغ روشن کر لیا پھر صحابہ سے تابعین نے اپنا چراغ روشن کر لیا
اور تابعین سے تبع تابعین نے اپنا چراغ روشن کر لیا اسی طرح سے مرشدوں کے
سلسلہ اور رابطہ اور ارتباط اور میل کے وسیلہ سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے
باطن کی روشنی ہم لوگوں تک آپہنچی اگر وسیلہ اور رابطہ جو پیر اور مرید میں ہوتا ہے نہ ہوتا
تو اس روشنی سے محروم رہ جاتے اور یہ بات ہر خاص و عام پر ظاہر ہے کہ جب ایک
چراغ سے دوسرا چراغ روشن کرنے چاہتے ہیں تب جب تک کہ اس دوسرے چراغ
کو میل اور لگاؤ اس پہلے چراغ سے نہیں ہوتا تب تک اس پہلے چراغ کی آگ اس
دوسرے چراغ میں نہیں لگتی اسی واسطے فرمایا اللہ تعالی نے بائیسویں سیپارہ سورۂ
احزاب میں یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیرًا
وَدَاعِیًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِیرًا اے نبی ہم نے تجکو بھیجا بتانے
والا اور خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اسکے حکم
سے اور چراغ چمکتا انتہی آنحضرت کو چراغ اسواسطے فرمایا کہ ایک چراغ سے دوسرا
چراغ روشن ہوتا ہے اسی طرح قیامت تک آنحضرت کی بیعت کا سلسلہ مرشدوں
کے وسیلہ سے جاری رہیگا۔ اور آفتاب نہ فرمایا کیونکہ ایک آفتاب سے دوسرا
آفتاب روشن نہیں کر سکتے پھر آگے مصنف فرماتے ہیں اور کلام شیخ کا مرید کے
باطن کو باردار کرتا ہے یعنے جیسا کہ عالم ملک یعنی ظاہری میں خرمے کے نر درخت

ہو یا درخت مین جوڑ لگانے سے نر درخت کی تاثیر سے نر کا مادہ درخت باردار ہوتا ہی اور اُسکے پھل ظاہر ہوتے ہین دنیا و عالم الملکوت یعنے باطن مین مرشد کے کلام کی تاثیر سے مرید کا باطن باردار ہوتا ہے اور نعمت اور نیک اعمال اور حال کو نور باطن کو حاصل ہوتا ہی ہر روز باطن سے اُسکے جوارح پر ظاہر ہوتا ہی اور مرشد کی بات مین اچھے اچھے حال بلند درجات کے ہوتے ہین تب ہی حال مرشد کی صحبت کے بوسیلہ اور مرشد کی بات سننے کے وسیلہ سے مرید مین آجاتے ہین۔ اور یہ بات حاصل نہین ہوتی ہے مگر اسی مرید کو جسنے اپنا ارادہ اور خواہش کو مرشد کے تابع کردیا ہے اور اپنے ہی کے ارادے سے نکل گیا ہے اور اپنے اختیار کو چھوڑ کے مرشد کے ارادہ مین فنا ہوگیا ہے تب اللہ تعالی کے اس میل کرانے کے سبب کو صاحب اور محبوب مین یعنے مرشد اور مرید کے درمیان مین ایک میلا اور علاقہ قدرت کا اور بیانتہی طہارت کا ہوجاتا ہے پھر مرید مرشد کے ساتھ بسطوح سے اپنا اختیار چھوڑنے کے ادب سیکھا کرتا ہی یہان تک کہ مرید کو شیخ کے ساتھ جو ترک اختیار حاصل ہوا ہے اس درجہ سے ترقی ہوتی ہی اور اللہ تعالی کے ساتھ اُسکو ترک اختیار حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالی سے سمجھنے لگتا ہی یعنے بسبب الہام کے جیسا کہ مرشد سے سمجھتا تھا بسبب صحبت کے اور ان سب نیکیون کا شروع مرشد کی صحبت کا اختیار کرنا ہی اور خرقہ پہننا یعنے مرید ہونا اس صحبت اختیار کرنے کا مقدمہ اور علامت ہی انتہی پھر آگے مصنف رحمہ اللہ نے خرقہ پہنانے کی دلیل مین وہ حدیث مرفوع لکھا جسمین ام خالد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چادر پہنانے کے قصہ کا بیان ہے بعد اسکے لکھا کہ یہ بات پوشیدہ نہین ہی کہ خرقہ کا پہننا جس شکل پر اس زمانے مین مرشد لوگ اعتماد کرتے ہین یعنے انکو ہاتھ پکڑ کے بیعت کرنیکے قائم مقام جانتے ہین کیونکہ اسمین بھی مرید اور مرشد سے ایک قسم علاقہ ہوتا ہے

اور خرقہ پہنانے وقت مرید کا مرشد کے کمر کو چھونا ہی اور چراغ سے چراغ بن جاتا ہے سو اس شکل پر خرقہ پہننا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نہ تھا اور خرقہ پہننے کی تکمیل اور اس شکل کے خرقہ پہننے پر سب کا اتفاق کرنا اور اسکا اعتبار کرنا طریقت کے مجتہدون اور مرشدون کے استحسان سے ہی کہ مرشدون نے اسکو بہتر جانا انتہی یعنی یہ کام اب شریعت مین بھی درست ہوگیا اور بدعت باقی نہ رہا اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہی کہ جس چیز کو مومن لوگ بہتر سمجھین اور بہتر جانتے اور کرین وہ اللہ کے نزدیک بہتر ہے اور اس حدیث مین مومن لوگون سے مجتہد لوگ مراد ہین کیونکہ غیر مجتہد کی سمجھ شرع مین معتبر نہین ہی فرماتے ہین سو اصل اس خرقہ پہننے کی اسی حدیث سے ہی جو کہ روایت کیا ام خالد کی حدیث اور اس خرقہ پہنے کی دلیل پر وہ مضمون بھی شاہد ہے جو کہ حاکم بنانے کا ذکر ہی کیا یعنے خرقہ پہنانا مرشد کا اپنے اوپر حاکم مقرر کرنے کی نشانی ہی اور ظاہر ہی کہ شریعت زمانے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے سے دوسری کون پیروی بڑی کامل ہوگی اور بیشک اللہ تعالی نے اپنے کلام قدیم مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے حاکم مقرر کرنے کو ذکر کیا اور مرشد کو مرید کا حاکم مقرر کرنا اسی حاکم مقرر کرنے کی سنت کا زندہ کرنا ہی فرمایا اللہ تعالی نے پانچوین سیپارہ سورہ نساء مین فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ سو قسم ہے تیرے رب کی انکو ایمان نہوگا جب تک تجھی کو منصف نہ جانین جو جھگڑا اٹھے آپس مین پھر نہ پاوین اپنے جی مین تنگی تیری چکوتی سے اور قبول رکھین مان کر اور اس آیت کے اترنے کا سبب یہ تھا کہ زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرا شخص انصار مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مقدمہ کے فیصلہ کرنے کو

آئے سنگستان مین سے نرم زمین کیطرف پانی جاری تھا اُسی سے وہ دونون
اپنے اپنے خرما کے درخت کو سینچتے تھے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کو فرمایا
کہ اے زبیر تو پانی سینچ لے بعد اسکے پانی کو چھوڑ دے اپنے ہمسایہ کے واسطے تب
وہ انصاری خفا ہوا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پھوپھیرے
بھائی کے موافق فیصلہ کیا تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اتارا اسمین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب نگاہ رکھنے کی تعلیم کی اور صحابہ اور ساری امت کیواسطے
اس آیت مین ایمان کی شرط مقرر کیا تسلیم کر لینے حکم کو قبول کر لینا اور مان لینا اور تسلیم
ہوسے سو فرمانبرداری ظاہری ہے اور جی مین تنگی نہ پانے کو اور جی مین خفگی نہ پانا
ہوسے سو فرمانبرداری باطنی ہے اور یہی شرط مرید کیلئے ہے مرشد کے ساتھ مرشد کو
حاکم مقرر کرنے کے بعد تو بس خرقہ کا پہننا یعنے خرقہ مین یا ہاتھ پر ہاتھ رکھکے بیعت
کرنا ہوسے سو مرید کے دل سے مرشد کے سارے کاروبار مین تہمت رکھنے کو
دور کر دیتا ہے اور مرشد پر اعتراض کرنے سے مرید کو بچاتا ہے کیونکہ مرشد پر
اعتراض کرنا مرید کے واسطے زہر قاتل ہے اور ایسا کم ہوتا ہے کہ مرید اپنے
دل مین مرشد پر اعتراض کرے اور پھر وہ مرید نجات پاوے اور مقصد پاوے
اور مرشد کے کارخانے مین جس جس بات کا سمجھنا مرید کو مشکل ہو تب مرید موسیٰ کو قصہ
خضر علیہما السلام کے ساتھ جیسا گزرا اُسکو یاد کرے خضر سے جو کام صادر ہوئے تھے
اور موسیٰ اُس کام سے انکار کرتے تھے پھر جب خضر نے موسیٰ سے اُن سب کامون کے
معنی اور وجہ کو کھول دیا تب خضر کے اُن سب کامون مین صواب پر ہونے کی وجہ
موسیٰ پر ظاہر ہو گئی تو اسی طرح سے مرید کو لائق ہے یہ جاننا کہ مرشد سے جو کام ہوتا
ہے اور اُس کام کی صحت اور درستی کا سمجھنا مرید کو مشکل معلوم ہوتا ہے تو اُس کام کے
درست ہونے کا بیان اور دلیل مرشد کے پاس ہے اور مرشد کا ہاتھ خرقہ پہنانے

مین ہوا اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر [illegible] اور مرشد کی بھی مرید کو قبول کرنیوالا [illegible] ہے اور یہ بیان
کیا ہے کہ [illegible] فرمایا اللہ تعالیٰ نے جیسے چھبیسوین سیپارہ سورۂ فتح مین اِنَّ الَّذِيْنَ
يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا
يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا
جو لوگ ہاتھ ملاتے ہین تجھ سے وہ ہاتھ ملاتے ہین اللہ سے اللہ کا ہاتھ اوپر ہے اُن کے
ہاتھ کے پھر جو کوئی قول توڑے سو توڑے اپنے بُرے کو اور جو کوئی پورا کرے
جس پر اقرار کیا اللہ سے وہ دیگا اُسکو نیگ بڑا اور مرشد خرقہ پہنے یعنے مرید ہونے کی
شرطون کے ادا کرنے کا قول مرید سے لیوے اور مرید ہونے کے حق مرید کو
پہچنوا دے تھی۔ اور مرید ہونیکے حق قریب ہی اس ہدایت مین مذکور ہو چکے ابتدا اور
اور خواہش کو مرشد کے تابع کر دینا اور مرشد کو حاکم مقرر کرنا اور اسکے حکم کو مان لینا اور
دل مین تنگی نہ کرنا اور مرشد پر اپنے دل مین اعتراض نہ کرنا وغیرہ مضمون۔ پھر آگے جو
مضمون بیان کیا ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ مرید مرشد کا معنوی بچا ہے اور اُسکا مرید ہونا
معنوی ولادت ہے اور اُسکے دودھ پینے اور دودھ چھوڑنے کا وقت ہے اور مرشد
کی صحبت مین ہمیشہ رہنا بھی دودھ پینے کا وقت ہے سو مرشد مرید کو دودھ پلاتے اور
دودھ چھوڑنے کا وقت بتلاتے اور مرید کو لائق نہین ہے کہ بغیر حکم مرشد کے اُنکی صحبت
سے جدا ہو اور مرشد جدا ہونے کا حکم نہ دے مگر جب معلوم کرے کہ اب اُسکا
دودھ چھوڑنے یعنے مرشد سے جدا ہونے کا وقت آیا اور اب مرید بالاستقلال
آپ ہی اکیلا سلوک کر سکیگا اور مرید کا استقلال اس قسم سے معلوم ہوتا ہے کہ
مرید پر اللہ کی طرف سے علم کا دروازہ کھلا ہے پھر جب مرید اس رتبہ کو پہنچے کہ
اُسپر باطن سے علوم کا دروازہ اللہ تعالیٰ سے آپ عرفان کھلتا ہے اور اللہ سے بغیر
سے ہر کچھ [illegible] اور تنبیہین مرشد سے سائل محتاج کے حق مین ہوتی ہے [illegible]